إنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی إسرائيل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۱ | جمعہ ۱۸ نومبر ۱۹۹۴ء | شمارہ ۴۶

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام

تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے

پس اس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ

ہماری جماعت کو مناسب ہے کہ وہ اخلاقی ترقی کریں، کیونکہ "الاستقامہ فوق الکرامۃ" مشہور ہے۔ وہ یاد رکھیں کہ اگر کوئی ان پر سختی کرے تو حتی الوسع اس کا جواب نرمی اور ملاطفت سے دیں۔ تشدد اور جبر کی ضرورت انتقامی طور پر بھی نہ پڑنے دیں۔ انسان میں نفس بھی ہے اور اس کی تین قسم ہیں۔ امارہ، لوامہ، مطمئنہ۔ امارہ کی حالت میں انسان جذبات اور بے جا جوش کو سنبھال نہیں سکتا اور اندازہ سے نکل جاتا اور اخلاقی حالت سے گر جاتا ہے، مگر حالت لوامہ میں سنبھال لیتا ہے۔

مجھے ایک حکایت یاد آئی جو سعدیؒ نے بوستان میں لکھی ہے کہ ایک بزرگ کو کتے نے کاٹا۔ گھر آیا تو گھر والوں نے دیکھا کہ اسے کتے نے کاٹ کھایا ہے۔ ایک بھولی بھالی چھوٹی لڑکی بھی تھی۔ وہ بولی۔ آپ نے کیوں نہ کاٹ کھایا؟ اس نے جواب دیا۔ بیٹی! انسان سے کتپن نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے انسان کو چاہئے کہ جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے۔ نہیں تو وہی کتپن کی مثال صادق آئے گی۔ خدا کے مقربوں کو بڑی بڑی گالیاں دی گئیں۔ بہت بری طرح ستایا گیا، مگر ان کو "اعرض عن الجاہلین" (الاعراف: ۲۰۰) کا ہی خطاب ہوا۔ خود اس انسان کامل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بری طرح تکلیفیں دی گئیں اور گالیاں، بدزبانی اور شوخیاں کی گئیں، مگر اس خلق مجسم ذات نے اس کے مقابلہ میں کیا کیا۔ ان کے لئے دعا کی اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر لیا تھا کہ جاہلوں سے اعراض کرے گا، تو تیری عزت اور جان کو ہم صحیح و سلامت رکھیں گے اور یہ بازاری آدمی اس پر حملہ نہ کر سکیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضورؐ کے مخالف آپؐ کی عزت پر حرف نہ لا سکے اور خود ہی ذلیل و خوار ہو کر آپ کے قدموں پر گرے یا سامنے تباہ ہوئے۔

غرض یہ صفت لوامہ کی ہے۔ جو انسان کشمکش میں بھی اصلاح کر لیتا ہے۔ روز مرہ کی بات ہے۔ اگر کوئی جاہل یا اوباش گالی دے یا کوئی شرارت کرے۔ جس قدر اس سے اعراض کرو گے، اسی قدر اس سے عزت بچا لو گے اور جس قدر اس سے مٹھ بھیڑ اور مقابلہ کرو گے تباہ ہو جاؤ گے اور ذلت خرید لو گے۔ نفس مطمئنہ کی حالت میں انسان کا ملکہ حسنات اور خیرات ہو جاتا ہے۔ وہ دنیا اور ماسوی اللہ سے بکلی انقطاع کر لیتا ہے۔ وہ دنیا میں چلتا پھرتا اور دنیا والوں سے ملتا جلتا ہے، لیکن حقیقت میں وہ یہاں نہیں ہوتا۔ جہاں وہ ہوتا ہے۔ وہ دنیا اور ہی ہوتی ہے۔ وہاں کا آسمان اور زمین اور ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (آل عمران: ۵۶)

یہ تسلی بخش وعدہ ناصرہ میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا، مگر میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں الفاظ میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے۔ اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدہ عظیم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو امارہ کے درجہ میں پڑے ہوئے فسق و فجور کی راہوں پر کاربند ہیں؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی سچی قدر کرتے ہیں اور میری باتوں کو قصہ کہانی نہیں جانتے، تو یاد رکھو اور دل سے سن لو۔ میں ایک بار پھر ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں، بلکہ بہت زبردست تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر (نہ صرف میری ذات تک) بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے، جس نے مجھے بھی اس برگزیدہ انسان کاملؐ کی ذات تک پہنچایا ہے جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لے کر آیا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ان باتوں کا اثر میری ذات تک پہنچتا، تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا اور نہ ان کی پروا تھی، مگر اس پر بس نہیں ہوتی۔ اس کا اثر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خود خدائے تعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم خوب دھیان دے کر سن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو اور اتنی بڑی کامیابی (کہ قیامت تک مکفرین پر غالب رہو گے) کی سچی پیاس تمہارے اندر ہے، تو پھر اتنا ہی میں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہو گی۔ جب تک لوامہ کے درجہ سے گزر کر مطمئنہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔

اس سے زیادہ اور میں کچھ نہیں کہتا کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے۔ پس اس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ۔ تاکہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی نجاست میں گر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں

(ملفوظات جلد اول [طبع جدید] صفحہ ۶۴-۶۵)

مختصرات

کینیڈا اور امریکہ کے بھرپور، مصروف اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت کامیاب دورہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۹۴ء بروز بدھ بانیل مرام واپس لندن تشریف لائے اور اس کے ساتھ ہی مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (انٹرنیشنل) پر حضور انور کا روزانہ پروگرام "ملاقات" حسب معمول شروع ہو چکا ہے۔ گزشتہ ہفتہ کے پروگراموں کا اشاریہ قارئین الفضل کی خدمت میں پیش ہے:

۲۹ اکتوبر ۱۹۹۴ء بروز ہفتہ:

پروگرام کے مطابق آج اطفال و ناصرات اور ینگ لجنہ کی ممبرات کے ساتھ مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ حضور انور نے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات عطا فرمائے۔

(۱) بچوں کی جسمانی تادیب اور انہیں سزا دینے کے بارہ میں اسلامی تعلیم کیا ہے۔ حضور انور نے اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسوہ مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں وضاحت فرمائی۔

(۲) واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کو جس کپڑے میں لپیٹا گیا تھا اس پر خون کے کچھ دھبے ہیں جن سے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی تصویر نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ اس کفن مسیح کے بارہ میں تاریخی اور سائنسی پس منظر میں وضاحت۔ حضور انور نے بچوں کو عام فہم انداز میں تصویر بننے کے عمل کی وضاحت بتائی۔

۳۰ اکتوبر ۱۹۹۴ء بروز اتوار:

آج مختلف عرب ممالک کے احمدی مردوں اور خواتین کے ساتھ "ملاقات" ہوئی۔ حضور انور نے حاضرین کے سوالات کے جوابات انگریزی میں عطا فرمائے۔ ہمارے مصری احمدی بھائی السید حلمی الشافعی صاحب نے ساتھ کے ساتھ ان جوابات کو بڑی فصیح عربی میں بصورت ترجمہ پیش کیا۔ حضور انور نے ان کی مہارت کی تعریف فرمائی اور دعا سے نوازا۔

آج کی مجلس میں درج ذیل سوالات کے جوابات دئے گئے۔

(۱) شیطان کی کیا حقیقت ہے؟ اس کے انسانی خون میں چلنے کا کیا مطلب ہے اور رمضان میں شیطان کے مقید ہو جانے کی حقیقت کیا ہے؟

(۲) کیا سب انبیاء درجہ میں برابر ہیں؟ آیات قرآنیہ "لانفرق بین احد من رسلہ" اور "تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض" کی روشنی میں موضوع کی وضاحت۔

(۳) عذاب قبر کی کیا حقیقت ہے۔

(۴) آیت قرآنی "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم" میں اولوالامر سے کون مراد ہیں؟

(۵) سنۃ اللہ سے کیا مراد ہے جس کے بارہ میں قرآن مجید میں ذکر ہے کہ یہ ہرگز تبدیل نہیں ہوتی۔ (۶) آیت قرآنی "وعلی الاعراف رجال" میں رجال سے کیا مراد ہے؟

۳۱ اکتوبر ۱۹۹۴ء بروز پیر:

آج ہومیو پیتھی طریقہ علاج کے سلسلہ میں ۳۹ ویں کلاس منعقد ہوئی۔ معمول کی تدریس کے علاوہ حضور انور نے ساری دنیا کے ہومیو پیتھ ڈاکٹروں کو یاد دہانی کرائی کہ وہ سابقہ ہدایات کے مطابق مختلف ادویات کے بارہ میں اپنے تجربات سے معین طور پر حضور کو باخبر رکھیں تاکہ ان عالمگیر تجربات سے وسیع رنگ میں فائدہ اٹھایا جا سکے۔

یکم نومبر ۱۹۹۴ء بروز منگل:

آج ہومیو پیتھی کلاس کے سلسلہ میں ۴۰ واں سبق پیش کیا گیا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے سٹوڈیو میں منعقد ہونے والی اس کلاس میں مردوں کے علاوہ پردہ کے اہتمام کے ساتھ خواتین بھی بڑے ذوق و شوق کے ساتھ شامل ہوتی ہیں۔

۲ نومبر ۱۹۹۴ء بروز بدھ اور ۳ نومبر ۱۹۹۴ء بروز جمعرات:

ان دو دنوں میں تعلیم القرآن کے سلسلہ میں دو کلاسیں منعقد ہوئیں جن میں حضور انور نے علی الترتیب سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۲۸ تا ۱۴۰ اور ۱۴۱ تا ۱۴۹ کا ترجمہ سکھایا اور مفید علمی نکات کی وضاحت فرمائی۔

۴ نومبر ۱۹۹۴ء بروز جمعہ:

آج متفرق سوالات کے جوابات کا دن تھا۔ آج حضور انور نے جن سوالات کے جوابات دئے ان میں سے چند اہم سوالات حسب ذیل تھے۔

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان پنجابی تھی تو آپ نے اپنی کتابیں اس زبان میں کیوں نہ لکھیں۔ اردو میں کتب تحریر فرمانے کی کیا وجہ ہے؟

(۲) لڑکیوں کے پتلون پہننے اور سائیکل چلانے کے بارہ میں وضاحت۔

(۳) کیا لڑکے اور لڑکیاں اکٹھے تیراکی کی مشق کر سکتے ہیں؟

باقی صفحہ نمبر ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں

تضمین فارسی منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نادان اپنے جہل پر مجھ کو نہ کر قیاس
میرا وجود ہی میرے دعویٰ کی ہے اساس
آیا ہوں عین وقت پر اے قوم نا شناس
"این مقدمم نہ جائے شکوک است و التباس
سیدؐ جدا کند ز مسیحائے احمرم"

آشوب اختلاف کا منظر ہے دلخراش
ایمان و آگہی کا سفینہ ہے پاش پاش
تجھ کو اگر ہے مہدی موعود کی تلاش
"اے قوم من بکفتہ من تنگ دل مباش
ز اول چین مجوش بہ بیں تا بآخرم"

رجل رشید کوئی تو ہو کوئی مرد قوم
کوئی گروہ۔ کوئی جماعت یا فرد قوم
محسوس کرسکے جو کوئی گرم و سرد قوم
"ہر شب ہزار غم بمن آید ز درد قوم
یا رب نجات بخش ازیں روز پر شرم"

نقد عمل نہ دولت ایمان ان کے پاس
دن رات ان کا مشغلہ تکفیر و التباس
دنیا ہی ان کو راس نہ عقبیٰ ہی ان کو راس
"دل خوں شد است از غم این قوم نا شناس
وز عالمان کج کہ گرفتند چنبرم"

مٹ جائے گی جہان سے تفریق نیک و بد
میں ہوں گا اور دشمنوں کی آتش حسد
ہوگی مخالفت کی نہایت نہ کوئی حد
"جائے کہ از مسیحؑ و نزولش سخن رود
گویم سخن اگرچہ ندارند باورم"

ملائے بد زبان کی بازی ہوئی ہے مات
دل میں ہے اس کے گند تو لب پر مغلظات
سورج چڑھا ہوا ہے مگر قوم پر ہے رات
"یا رب کجا ست محرم راز مکاشفات
تا نور باطنش خبر آرد ز مخبرم"

واللہ میں غلام ہوں احمدؐ کا زر خرید
میرے مرید اصل میں احمدؐ کے ہیں مرید
ملا کا غم نہیں ہے کہ ملا تو ہے پلید
"اے کاش ایں گروہ عزیزاں مرا نہ دید
وقتے بہ بینمد کہ ازیں خاک بگذرم"

یہ آستیں کا سانپ یہ کرسی کا سوسمار
کب سے غریب قوم کی گردن پہ ہے سوار
اس کے ڈسے ہوؤں کے نہ کر زخم ہی شمار
"اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کاخر کنند دعویٰ حب پیمبرم"

اٹھے تھے لوگ پہلے بھی کثرت کے نام پر
کثرت تھی ان کے زعم میں معیار خیر و شر
تنہا تھے آنحضورؐ بھی اتنا تو غور کر
"اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم"

مکر و فریب کا یہ ضرورت کا نظریہ
ہے تجھ کو اقتدار کا نشہ چڑھا ہوا
نشے میں کیا کسی کو تو رستہ دکھائے گا
"خواہی کہ روشنت شود احوال صدق ما
روشن دلی بخواہ ازاں ذات ذوالکرم"

طاقت سے کرنا چاہتا ہے مجھ کو لا جواب
اللہ کی زمین کو اتنا نہ کر خراب
قرآں مری کتاب ہے سنت مرا نصاب
"من نیستم رسول و نیا وردہ ام کتاب
ہاں ملہم ہستم و ز خداوند منذرم"

ہے کس قدر طویل ترا مجھ سے فاصلہ
میں آسماں کا نور تو کیڑا زمین کا
واللہ خیمہ زن ہوں سر دشت کربلا
"جانم فدا شود بہ رہ دین مصطفیٰ
این است کام دل اگر آید میسرم"

میری زبان بند ہے میری اذان بند
جتنی غلیظ گالیاں اور جس قدر ہے گند
مجھ پر اچھالنے کو چلے دیں کے دردمند
"بد گفتنم بہ نوع عبادت شمردہ اند
در چشم شاں پلید تر از ہر مزورم"

حاکم کا فیصلہ ہو کہ ملا کا مکر و فن
میرے خلاف ملت واحد ہیں مرد و زن
تکفیر کی لپیٹ میں ہیں شہر ہوں کہ بن
"امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم"

جب تک یہ راز منبر و محراب کا ہو فاش
کرسی پہ بیٹھ کر کوئی الزام ہی تراش
اللہ کے غضب کو ہے کب سے تری تلاش
"اے معترض بہ خوف الٰہی صبور باش
تا خود خدا عیاں کند آن نور اخترم"

سوچا بھی ہے کبھی کہ اے سرخیل دشمناں
میں ہوں مسیحؑ وقت میں ہوں مہدیؑ زماں
ڈر میری آہ سے کہ ہوں مرزائے قادیاں
"بر من چرا کشی تو چنیں خنجر زباں
از خود نیم ز قادر ذوالمجد اکبرم"

قرآن کے چمن سے ہدایت کے پھول چن
کچھ کام آئے گی نہ یہ خالی ادھیڑ بن
میری نہ سن اے بے خبر اللہ کی تو سن
"رو یک نظر بہ جانب فرقاں ز غور کن
تا بر تو منکشف شود ایں راز مضمرم"

غم ہے اگر مجھے تو فقط دین کا ہے غم
اس غم سے سینہ چاک ہے دل تنگ آنکھ نم
مہدیؑ بھی ہوں مسیحؑ بھی کچھ بیش ہوں نہ کم
"موعود ہوں بحلیہ ماثور آمدم
حیف است گر بدیدہ نہ بینند منظرم"

طوفان معجزات کا اٹھا ہے یم بہ یم
میں عہد کا کلیم ہوں میں صاحب قلم
تو جس کا منتظر تھا وہی ہوں برادرم
"اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجا ست تا بہ نہد پا بہ منبرم"

ہے محترم اگر تو محمدؐ ہے محترم
نقش قدم پہ اس کے رواں ہوں قدم قدم
اس کا بروز تام ہوں اللہ کی قسم
"بعد از خدا بہ عشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم"

(محمد علی مضطر)
۱۹۸۷ء

صلیب سے نجات پا کر حضرت مسیحؑ کہاں گئے؟

(شیخ عبدالقادر - لاہور)

یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیبی موت سے بچائے گئے۔ مشابہ بموت حالت سے زندہ ہو کر چالیس دن تک وہ یروشلم میں مخفی رہے۔ اس دوران شاگردوں کو ملتے رہے اور صلیبی زخم دکھا دکھا کر ان کو یقین دلاتے رہے کہ میں زندہ موجود ہوں اور اسی جسم عنصری کے ساتھ ہوں جو قبر میں رکھا گیا اور حیات نو سے ہمکنار ہو گیا۔ جب ان کے صلیبی زخم اچھے ہو گئے تو وہ گلیل میں چلے گئے۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تک کنعان کے بلاد و امصار میں گھومتے رہے اور لوگوں کی نظروں سے مخفی زندگی بسر کی۔ اس دوران حج کعبۃ اللہ سے فیض یاب ہوئے یہ فرمودہ رسول ہے۔ حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو (اخبار مکہ ازرقی ص ۳۸ و ۳۹)۔ اس کے بعد وہ کہاں گئے؟ آپ نے اپنی زندگی کا مشن یہ بتایا کہ میں نے بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو تلاش کرنا ہے جو کہ اس بھیڑ خانہ میں نہیں ہیں (یوحنا ۱۶/۱۰)۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔

قرن اول میں کم و بیش بنی اسرائیل کے دو فرقے کنعان اور دوسرے بلاد مغرب میں تھے اور قریباً دس فرقے گمشدہ تھے۔ صحیفہ عزورس میں ہے وہ بلاد شرقیہ میں اتنی دور نکل گئے کہ اہل مغرب کی نظروں سے مخفی ہو گئے۔ ان کو حضرت مسیح کے محاورہ میں "کھوئی ہوئی بھیڑیں" کہا گیا۔ بائبل کے صحیفہ آستر میں ہے کہ پانچویں صدی قبل مسیح میں بنی اسرائیل کوش سے ہند تک منتشر ہیں (۱/۱، ۸/۳)۔ ایران میں تیسری صدی عیسوی یعنی ساسانی دور کے کتبے ملے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ دور مشرق میں یہود اتنی بڑی تعداد میں آباد تھے اور وہ اتنی عظمت رکھتے تھے کہ ان کا نمبر پہلا تھا۔ کتبات میں سلطنت ایران کے مذاہب کا ذکر ہے۔ شرقاً غرباً سلسلہ چلتا ہے۔ اول الذکر یہود ہیں دوسرے بدھ تیسرے براہمن اور چوتھے ناصرا پانچویں کلسچین (کرسچین) [1]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل ایک بڑی تعداد میں بدھوں اور براہمنوں کے علاقوں میں آباد تھے۔ ان میں سے جو لوگ عیسائی ہو گئے وہ ناصرا کہلائے یعنی نصاریٰ بن گئے۔ ان کتبات میں مغرب کے عیسائیوں کو "کلسچین" یعنی کرسچین کہا گیا۔ تاریخی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام ان کی والدہ اور بعض شاگرد بلاد شرقیہ میں آ گئے تھے۔ اور یہاں وہ امت پیدا ہوئی جسے "ناصرا" کہا گیا۔ اس حقیقت کے انکشاف کے لئے ہندوؤں کے پرانوں کا حوالہ موجود ہے۔ جس میں واضح طور پر یہ ذکر ملتا ہے کہ عیسیٰ مسیح اپنے وطن سے ہجرت کر کے ہمالہ دیش میں آ گئے تھے۔

1. The Heritage of Persia by Frye (1976) p.266, Note 31

صلیب کے بعد حضرت مسیح کا انجام کیا ہوا؟ انجیل میں ہے کہ وہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ آپ حیران ہوں گے کہ انجیل نویسوں نے صعود مسیح کے واقعہ کا ذکر نہیں کیا تھا بلکہ بعد میں آنے والوں نے ایسا لکھ دیا۔ آج کروڑوں انسانوں کا وہ عقیدہ ہے جو شاگردوں کا عقیدہ نہیں تھا۔ آسمان پر جانے کا کوئی شاگرد عینی گواہ نہیں ہے چونکہ صعود مسیح کے بیانات سراسر الحاقی ہیں۔ انجیل کے اضافات میں ان کا شمار ہوتا ہے اس لئے ان میں شدید اختلاف تھے۔

انجیل لوقا اور اعمال کا مصنف ایک ہی ہے۔ لوقا کے آخری ورق پر ہے کہ صلیبی موت سے زندہ ہونے کے بعد تیسرے دن مسیح آسمان پر اٹھائے گئے اور شاگرد اس پر چشم دید گواہ ہیں۔ اعمال میں ہے کہ چالیس دن کے بعد آسمان پر اٹھائے گئے اور بادلوں میں بیٹھ کر آسمان پر چلے گئے جبکہ یسوع کے شاگرد دیکھ رہے تھے۔ آج ثابت ہوا کہ یہ دونوں بیانات اضافات میں سے ہیں۔ لوقا نے ایسا تحریر نہیں کیا تھا (بائبل ڈکشنری از مکینزی صفحہ ۵۹)

اناجیل اربعہ کے پرانے اور مستند نسخوں میں حضرت مسیح کے آسمان پر جانے کا بیان نہیں ملتا۔ انجیل مرقس کی آخری بارہ آیات میں صعود مسیح کا ذکر ہے۔ یہ بارہ آیات متن کا حصہ نہیں ہیں۔ اسلئے مستند نسخوں میں ان کو شامل نہیں کیا گیا۔ لوقا کے آخر میں شاگردوں کی موجودگی میں رفع مسیح کا ذکر ہے۔ یہ آیت بھی بعض پرانے مستند نسخوں میں حذف ہے۔ یوحنا ۱۳/۳ میں صعود کا اشارہ ہے۔ آیت کا یہ حصہ بھی پرانے نسخوں میں نہیں ہے۔ بعض نسخوں میں اعمال ۲/۱ میں صعود کا ذکر حذف ہے۔ البتہ اعمال ۱/۹ میں رفع الی السماء کا ذکر باقی رہ جاتا ہے۔ علماء کے نزدیک یہ حوالہ بھی عقیدہ کے ارتقاء پر مبنی ہے۔ لوقا اس کا مصنف نہیں۔ یوحنا میں واقعہ رفع کا ذکر نہیں صرف یہ ہے کہ مجھے اوپر باپ کے پاس جانا ہے۔ (۲۰/۱۸،۱۷) یوحنا حضرت مسیح کے روحانی رفع کا داعی تھا (یوحنا ۶/۶۳) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ڈکشنری آف دی بائبل زیر عنوان

Ascension by John L. Mekenzie p.59

اب آیئے انجیل کے نئے تراجم کی طرف۔ ۱۹۴۶ء میں Revised Standard Version شائع ہوا۔ اس ترجمہ کے متن سے مرقس کی آخری بارہ آیات، لوقا ۲۴/۵۱ اور یوحنا ۱۳/۳ کو یک قلم خارج کر دیا گیا اور حاشیہ میں باریک ٹائپ میں اس نوٹ کے ساتھ درج کر دیا گیا کہ یہ انجیل کے اضافات ہیں۔ اسی طرح ۱۹۶۶ء میں Revised Standard Version (Catholic Edition) شائع ہوا۔ اس میں ان سب الحاقات کو کیتھولک کلیسا نے تسلیم کر لیا۔

مرقس کی بارہ آیات اور لوقا ۲۴/۵۱ کے بیان کو متن میں رہنے دیا گیا لیکن حاشیہ میں نوٹ ہے کہ مستند پرانے نسخوں میں یہ آیات نہیں ہیں لہٰذا اضافات میں سے ہیں۔ اب بیشتر تراجم میں نوٹ ہے کہ صعود مسیح کے انجیلی بیانات انجیل کے اضافات میں سے ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت مسیح صلیب سے بچ گئے وہ مشابہ بموت حالت سے زندہ ہو گئے وہ آسمان پر نہیں گئے یروشلم میں دیکھے گئے۔ گلیل میں شاگردوں سے ملے۔ اس کے بعد کہاں گئے؟

تاریخ مذاہب کا یہ ایک عظیم راز ہے۔ اس کے لئے ہمیں وہ لٹریچر بھی دیکھنا چاہئے جو عہد حاضر میں منکشف ہوا۔ مصر کے آثار سے "ناگ حمادی" گاؤں سے جو مدفون لٹریچر منظر عام پر آیا اس میں حضرت مسیح کے ۱۱۴ اقوال کا انکشاف ہوا۔ قول ۱۲ میں ہجرت کی طرف اشارہ ہے۔

The disciples said to Jesus: We know that you are going to leave us. Who shall (then) be Chief over us.

"ناگ حمادی" کے آثار سے انجیل فلپ بھی ملی ہے۔ یہ دوسری صدی کی دستاویز ہے۔ اس میں ہے

Those who say that the Lord died first and then rose up are in error, for he rose up first then died.

اسی طرح آثار سے ابتدائی عیسائیوں کی سریانی نظموں کا انکشاف ہوا ان کا نام Ods of Solo-man ہے۔ تعداد میں ۴۲ ہیں۔ یہ ایک عظیم الشان علمی خزینہ ہے۔ ۱۹۰۹ء میں دجلہ کے علاقہ سے ان نظموں پر مشتمل صحیفہ ملا۔ عجیب بات یہ ہے کہ نظم ۲۸ میں حضرت مسیح بول رہے ہیں۔ مضمون یہ ہے کہ دشمن میری موت کے متلاشی تھے لیکن وہ اپنے منصوبوں میں کامیاب نہ ہوئے۔ وہ میری ولادت کو صحیح تسلیم نہیں کرتے۔ میں انہیں بنظر ظاہر مرا ہوا نظر آیا۔

And they sought for my death and did not find it. (Odes 28.15)

سریانی نظموں میں حضرت مسیح کے آسمان پر جانے کا ذکر نہیں ہے۔ ایک نظم میں ہے۔ منتشر یہود میرے ہاتھ پر جمع ہوئے اور بلند مقامات میں وہ مجھ پر ایمان لائے۔

And the peoples who were scattered (abroad) were gathered togather, ... they praised me in high places . . . . . and they walked in my life and were delivered (Ode:10)
(The Apocryphal old testament edited by H.F.D. Spartos p.700)

بلند مقامات کے اشارہ کو نظم ۳۳ میں کھول دیا گیا اس نظم میں ہے کہ فرستادہ خدا دنیا کی ایک اونچی چوٹی پر ہیں وہاں سے وہ چاروں کونوں میں منادی کر رہے ہیں اور لوگ ان کے پاس جمع ہو رہے ہیں۔ حضرت مریم کے لئے ہے۔ اسی طرح ایک پاکباز خاتون اس بلند چوٹی پر کھڑی ہو گئی اور لوگوں کو شاندار الفاظ میں دعوت حق دینا شروع کر دی۔

And He stood on a lofty summit and uttered His voice from one end of the earth to the other . . . . But there stood a perfect virgin who was proclaiming and callig and saying, O ye son of men, return ye, and daughters of men, come ye: (33:3-6)
The Odes and Psalms of Solomon by J. Rendel Harris.

اس نظم کے متعلق مترجم کہتا ہے کہ اس میں حضرت مسیحؑ کا ذکر ہے اس سے آگے نظم ۳۶ کا خلاصہ یہ ہے کہ روح القدس نے مجھے اٹھا کر خدا تعالیٰ کی ایک بلند جگہ پر ڈال دیا وہاں میں خدا تعالیٰ کی حمد کے گیت گاتا ہوا اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا اور اس کے مقربین میں شامل ہو گیا۔

یہ عجیب بات ہے کہ اس Ode کے مترجم نے نوٹ دیا ہے کہ قرآن میں حضرت مسیحؑ کے لئے "من القربین" آیا ہے اس نظم میں اسی کی صدائے بازگشت ہے۔

آگے ذکر ہو چکا ہے کہ نظم دس کا مضمون یہ ہے کہ جو لوگ باہر کے ممالک میں بکھرے ہوئے تھے ان کو میں نے ایک ہاتھ پر مجتمع کر دیا ان کے لئے میں نے اپنی بے پایاں خالص محبت انڈیل دی کیونکہ انہوں نے بلند جگہوں میں مجھے قبول کیا اس طرح اسیروں کی رستگاری ہو گئی۔

ان سب غزلوں میں اونچی جگہ کا ذکر ہے جہاں حضرت مسیحؑ بھی ہیں۔ حضرت مریم بھی ہیں ان کے ماننے والے بھی ہیں اسی بلند مقام کو قرآن حکیم نے "ربوۃ" کہا ہے۔ تاریخ کشمیر کے قدیم فارسی نسخے بتاتے ہیں اور بھوشیہ پران سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جگہ کشمیر جنت بے نظیر ہے۔

اناجیل اور عیسائی لٹریچر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح صلیبی موت سے بچائے گئے۔ وہ چالیس دن تک یروشلم میں مخفی طور پر زیر علاج رہے۔ اس کے بعد وہ گلیل چلے گئے۔ کچھ عرصہ تک وہ ارض شام اور قریبی علاقوں میں گھومتے رہے۔ حدیث رسول۔ تاریخ اسلام کی قدیم کتاب اخبار مکہ میں ہے کہ آپ نے حج بھی کیا۔ اس کے بعد وہ مساحت بعیدہ پر جانے کے لئے جادہ پیما ہو گئے۔ اس سفر میں ان کی والدہ بھی ہمراہ تھیں۔ انجامکار وہ دنیا کے بلند پہاڑ کی ایک اونچی چوٹی پر پناہ گزین ہو گئے۔ وہاں سے انہوں نے منادی شروع کی۔

حضرت مسیحؑ کا انجام کیا ہوا؟ وہ کہاں گئے؟ اس کے لئے ہمیں آنے والے مسیحا کے بارہ میں صحف سماوی کی بشارات کو دیکھنا چاہئے اور اس طرح اس کے مشن کو متعین کرنا چاہئے۔ حزقی ایل کی کتاب میں ہے کہ بنی اسرائیل دور دور تک منتشر ہیں بالاخر ان کو مجتمع کرنے والا چوپان برپا ہو گا۔

My sheep wandered over all the mountains and on every high hill. They were scattered over the whole earth, and no one searched or looked for them.

1 HOUR
PHOTO PRINTS
SET A PRINT
246, WIMBLEDON PARK ROAD, SOUTHFIELDS, LONDON SW18
PHONE 081 780 0081

Earlsfield Properties
RENTING AGENTS
081 877 0762
PROPERTIES WANTEDIN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

آگے چل کر فرمایا

I will place over them one shephered, my servant David, and he will tend them and be their shephered. (Ezkiel 34:6,23 Niv)

اپنی پیش گوئیوں کے مطابق خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کا مشن تشکیل دیا۔ آپ نے فرمایا:

I have other sheep that are not of this sheep pen. I must bring them also. they too will listen to my voice, and there shall be one flock and one shephered. (John 10:16 Niv)

حضرت مسیح کا اشارہ بنی اسرائیل کے گمشدہ اسباط کی طرف تھا۔ اس مرحلہ پر ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ قرن اول میں اسباط عشرہ کہاں تھے؟ نتیجۃً حضرت مسیح کے نقوش قدم ہمیں وہاں مل جائیں گے۔ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ کتاب آستر میں ہے کہ فارسی سلطنت میں یہود کوش سے ہند تک آباد ہیں۔ عصر حاضر میں ایک عظیم انکشاف ہوا یعنی تیسری صدی عیسوی کے فارسی سلطنت کے کتبے ملے ہیں۔ یہ ساسانی دور کے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود براہمنوں اور بدھوں کے بلاد میں اس کثرت سے آباد ہیں کہ اہمیت کے لحاظ سے اول الذکر وہی ہیں۔ ان کتبوں میں سلطنت ایران میں پائے جانے والے مذاہب کا ذکر ہے۔ شرقاً غرباً سلسلہ چلتا ہے۔ پہلا مذہب یہودی ہے دوسرا بدھ تیسرا براہمن چوتھا ناصرا یعنی نصاریٰ۔ پانچویں مغرب کے عیسائیوں کو "کلسجین" یعنی کرسچن کہا گیا ہے۔ ان کتبات کے تاریخی شواہد سے ظاہر ہے کہ بلاد شرقیہ میں نہ صرف یہود بکثرت آباد تھے بلکہ نصاریٰ بھی تھے اور مغرب کے عیسائی کرسچن کہلائے۔ یہ عجیب بات ہے کہ دوسری صدی کے وسط میں مدرسہ سکندریہ کا صدر اور فلاسفر Pantaenus ہندوستان میں وارد ہوا۔ یہاں عبرانی نسل کے عیسائی موجود تھے اور ان کے پاس عبرانی زبان میں انجیل تھی Crucible of Christianity p.277

بلاد شرقیہ کے نصاریٰ کس طرح معرض وجود میں آئے؟ اس کے لئے ہمیں مشرق کے قدیم لٹریچر کو دیکھنا ہوگا۔ واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کہاں گئے؟ ان کا اور ان کی والدہ کا کیا انجام ہوا؟ دنیا کی مذہبی تاریخ میں یہ ایک مستور حقیقت اور سر عظیم ہے۔

نزول قرآن کے وقت حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ کا انجام اہل کتاب کی نظروں سے اوجھل نہ تھا۔ نہ یہودی اس سے واقف تھے نہ عیسائی۔ اہل کلیسا اس عقیدہ کے داعی تھے کہ مردوں میں سے زندہ ہو کر وہ آسمان پر چلے گئے۔ کیتھولکس نے کہا کہ حضرت مریم کو بھی آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ اس طرح ماں بیٹا دونوں آسمان میں زندہ و تابندہ ہیں۔ ان حالات میں قرآن کریم نے اعلان کیا۔

وَاٰوَیْنٰھُمَآ اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ (المومنون: ۵۱)

And we made the son of Mary and his mothere a sign, and gave them shelter on an elevated land of green valleys and springs of running water.

قرآن میں حضرت مسیح اور ان کی والدہ کے دارالہجرت کو ایک اونچی جگہ کہا گیا ہے۔ ربوہ سے کیا مراد ہے؟ یہ جگہ کونسی تھی؟ یہ ایک سربستہ راز تھا۔

انیسویں صدی کے آخری عشرہ میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اعلان کیا کہ مجھ پر کھولا گیا ہے کہ اس سے مراد خطہ کشمیر ہے۔ آپ نے "مسیح ہندوستان میں" کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ اس میں یہ عظیم الشان تحقیق پیش کی۔ ریویو آف ریلیجنز اردو ۱۹۰۲ء و ۱۹۰۳ء کے مقالات میں بھی روشنی ڈالی۔ آپ کی وفات کے دو سال بعد بمبئی میں بھوشیہ مہاپران شائع ہوا۔ ہندوؤں کے اٹھارہ پرانوں میں سے یہ نواں پران ہے۔ یہ دستاویز زمانہ قدیم کے بعض واقعات کی آئینہ دار ہے۔ حیرانی اس امر کی ہے کہ اس میں دیومالائی رنگ میں انبیاء بائبل کا ذکر ہے۔ حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے مختصر حالات درج ہیں کہ ان کے پیرو ہندوستان کے براہمن علاقوں کے ماسوا شمال مغرب میں سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں۔ عیسیٰ مسیح کا ذکر ہے کہ وہ ہمالہ دیش میں آگئے تھے اور یہاں ایک الہامی صحیفہ ان کے ہاتھ میں تھا۔ وہ کنواری کے بطن سے پیدا ہوئے اس لئے خدا کا بیٹا کہلائے۔ دلوں کی پاکیزگی کے لئے وہ دعوت دیتے تھے۔ یہ حوالہ بہت قیمتی ہے۔ حضرت مسیح کا مشن چونکہ بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش تھا اس لئے ان کا پاک و ہند کے شمال مغرب میں آنا ضروری تھا۔ کیونکہ بنی اسرائیل کے اسباط عشرہ یہاں آباد تھے۔

فرمودہ رسولؐ ہے کہ حضرت عیسیٰ نے ایک سو بیس برس عمر پائی۔ طرفہ ماجرہ ہے کہ ہمارے بعض مفسرین اس حدیث کو رد نہ کر سکے لیکن انہوں نے کہا کہ ۳۳ سال کی عمر میں آسمان پر جانا عیسائیوں کا عقیدہ ہے انہوں نے ایک سو بیس سال عمر پائی پھر زندہ آسمان پر اٹھالئے گئے۔ نصاریٰ کے پاس جب ان کی روایت پہنچی کہ حضرت عیسیٰ ہر دور زندگی میں لوگوں کے لئے نمونہ تھے۔ انکا بچپن بچوں کے لئے نمونہ تھا، انکا لڑکپن لڑکوں کے لئے ان کی جوانی جوانوں کے لئے ان کا بڑھاپا بوڑھوں کے لئے۔ وہ معمر تھے کہ فوت ہوئے تو دوسری صدی کے بشپ نے یہ تاویل کرلی کہ یسوع جوانی میں صلیب نہیں دیئے گئے بلکہ بڑھاپے میں کم و بیش ۵۰ سال کی عمر میں صلیب پاکر زندہ ہو کر آسمان پر صعود فرما ہوئے۔ اس تاویل میں مسلمان علماء اور نصاریٰ کے فکر و فہم میں حیرت انگیز تطابق ہے۔

یہاں اس امر کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ نصاریٰ کی تحویل میں یسوع مسیح کی وفات کی تصویر موجود ہے۔ یہ دوسری صدی کی ہے اور انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا (۱۹۴۷ء) میں مقالہ Jesus Christ کے ساتھ شائع ہو چکی ہے جس میں آنکھیں بند ہیں سر پر کوئی بال نہیں لمبی زلفیں جھڑ چکی ہیں بڑھاپے کے آثار نمایاں ہیں۔ یہ ایک معمر انسان ہے۔ اس مقالہ کے ساتھ جوانی کی تصویریں بھی موجود ہیں۔ آنکھیں کھلی اور روشن ہیں سر پر لمبے بال ہیں۔

الغرض نئی تحقیق قرآن و حدیث کی تائید میں ہے اور کسر صلیب کی حقیقت اظہر من الشمس ہے۔

چینی زبان میں ترجمہ قرآن کریم

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو جو عظیم الشان توفیق خدمت قرآن مجید کی مل رہی ہے اس کا ایک پہلو مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم اور کثرت سے ان کی اشاعت ہے۔ اس وقت تک ۵۲ زبانوں میں مکمل قرآن مجید کے تراجم شائع ہو چکے ہیں اس میں سے ایک چینی ترجمہ قرآن بھی ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔ چینی زبان میں ترجمہ کی سعادت مکرم مولانا محمد عثمان چاؤ صاحب کو حاصل ہوئی۔ ذیل میں ہم نمونۃً بعض اہل علم کے خطوط درج کر رہے ہیں جن میں انہوں نے اس ترجمہ کو سراہا ہے۔

[ادارہ]

(۱) ڈائریکٹر شنگھائی اسلامک ایسوسی ایشن، چین سے مکرم محمد عثمان صاحب کے نام

اپنے خط میں لکھتے ہیں:۔

"...... قرآن پاک کا چینی زبان میں ترجمہ آپ نے ارسال فرمایا ہے جسے پڑھنے کے بعد نئے نئے نکات سامنے آئے ہیں۔ خصوصاً ہر سورۃ کے آغاز میں اس کا تعارف لاثانی ہے۔ وقت نزول، جگہ اور آیات کا آپس میں ربط بے مثال ہے۔ پھر آیات کے Cross Reference بھی مذکور ہیں۔ پڑھنے والے کو بہت سی معلومات حاصل ہونگی۔ نیز ترجمہ اور تفسیر کرتے وقت بہت سی کتب سے حوالہ جات بھی درج کئے ہیں اس لئے یہ ترجمہ عمیق اور مفصل ہے اور یہ ترجمہ پڑھنے والوں کے لئے قرآن کریم کے سمجھنے میں بہت آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ یہ ترجمہ آپ نے بے حد محنت سے تیار کیا ہے۔ یہ ایک عظیم الشان کام ہوا ہے۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں خدا تعالیٰ آپ کو اس کا بدلہ عطا فرمائے اور برکتوں سے نوازے اور میں امید کرتا ہوں کہ پڑھنے والے ترجمہ سے مستفیذ ہونگے۔ اور اسلام کی سچائی کو سمجھنے کے لئے ان کو مزید قوت ملے گی۔ میں آپ کے اندر قربانی کی روح کو دیکھ کر آپ کی قدر اور احترام کرتا ہوں اور ان سب لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس قرآن پاک کے اخراجات پیش کئے اور شائع کیا"۔

—○○—

اسی طرح The Chinese Academy of Social Science کے شعبہ Institute for research on World Religions کے پروفیسر Feg-Jin-Yuan نے اپنے خط میں تحریر کیا:

"....... آپ کا مرسلہ ترجمہ قرآن موصول ہوا۔ آپ کا ترجمہ خصوصیات سے بھرپور ہے۔ چینی ترجمہ کے ساتھ عربی ٹیکسٹ بھی تھا۔ ہر سورۃ سے قبل اس کے نزول کی جگہ اور وقت، سورۃ کے نام کا پس منظر اور سورۃ میں بیان ہونے والے مضمون کا تفصیلی تعارف کروایا گیا ہے۔ نیز ہر سورۃ کے اندر تفسیری فٹ نوٹس بھی موجود ہیں اور عربی الفاظ کی تشریح اور انڈیکس بھی ہے۔ اس کے علاوہ مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی فہرست بھی موجود تھی۔ یقیناً اس کی وجہ سے عوام کو قرآنی تعلیم کے حصول کے لئے بہت بڑی آسانی میسر آگئی ہے۔ آپ نے اسلامی حقائق کی اشاعت کے لئے وہ عظیم قربانی دی ہے جس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ الحمدللہ۔ میں اس میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ یہ آپ کی محنت، تکلیف اور انتہائی عرقریزی کا نتیجہ ہے۔ اس کی اشاعت پر میں پرجوش مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دوبارہ آپ کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے عزیزوں کو دونوں جہان میں برکات سے نوازے۔"

—○○—

(۳) چائنا اسلامک ایسوسی ایشن کے

جریدہ "چائنا مسلم" کے مدیر مسٹر "سلیمان کنگ چن زو" نے اپنے خط محررہ ۲۷ جولائی ۱۹۹۰ء میں تحریر کیا:۔

"ہمیں آپ کی جانب سے قرآن کریم، منتخب آیات، منتخب احادیث اور منتخب تحریرات کے چینی تراجم بطور تحفہ موصول ہوئے۔ جس پر ہم تہ دل سے شکر گزار ہیں اور جماعت احمدیہ اور آپ اسلام کی خاطر جو کوشش اور قربانی کر رہے ہیں اس پر بھی دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں نیز اس عمل کو سراہتے ہیں۔

آپ کا چینی ترجمہ قرآن کریم ایک عظیم الشان کامیابی ہے اور بلاشک اس کی اشاعت، تعلیمات اسلامیہ اور اسلامی ثقافت کے لئے ایک عظیم الشان contribution ہے۔ یہ کتاب چینی زبان سے شناسا افراد کو قرآن کریم کے فہم اور اسلامی تعلیم کے ادراک کے لئے بہت ممد ہے۔ یہ کتاب ایک اہم اور روشن دستاویز کے طور پر تاریخ میں بھی محفوظ رہے گی۔

آپ نے اسلام کی شان و شوکت کا مزید اظہار کیا ہے۔ یہ آپ کا بے انتہا احسان ہے"۔

NEW AND SECOND-HAND SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE CARS ALL MODELS
TJ AUTO SPARES
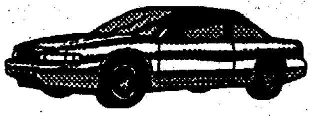
376 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

خطبہ جمعہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرح بنی نوع انسان کا ہمدرد دل حاصل کئے بغیر آپ دنیا کو تبلیغ نہیں کر سکتے۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۳۰ ستمبر ۱۹۹۴ء مطابق ۳۰ تبوک ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام Chilliwack نزد وینکوور (کینیڈا)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾.

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝٢ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝٣ مّٰكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۝٤ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝٥ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝٦ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝٩ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝ (سورۃ الکہف آیات ۲ تا ۱۱)

یہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے یہ سورہ الکہف کے آغاز سے لی گئی ہیں اور یہ سورۃ کہف تمام تر عیسائیت کے آغاز، اس کے عروج اور اس کے زوال سے تعلق رکھتی ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ اگر تمہیں دجال کا خوف ہو اور دجال سے بچنے کے لئے کچھ کرنا چاہو تو سونے سے پہلے سورہ کہف کی پہلی دس آیات اور آخری دس آیات کی تلاوت کیا کرو۔ ان آیات کا انتخاب میں نے آج اس لئے کیا ہے کہ ان کا تعلق اس گہرے فکر کے اظہار سے ہے جس سے ان آیات کا آغاز ہوتا ہے کہ وہ لوگ جن کا سفر توحید سے شروع ہوا جب انہوں نے خدا کا بیٹا بنالیا اور خدا کا ایک شریک ٹھہرالیا تو پھر ان کا کیا انجام ہوا اور یہ سفر پھر کن کن خطرناک نتائج پر منتج ہوا۔ یہ ایک تفصیلی مضمون ہے اور سورہ کہف کا تعلق جیسا کہ آغاز مسیحیت سے ہے ویسا ہی آج کے زمانے سے بھی ہے اور آج کے زمانے کے بعد آنے والی خبروں کا بھی اس سورۃ میں ذکر ہے۔ لیکن اس تفصیلی مضمون کو چھیڑے بغیر میں مختصراً آپ کو اس کے مضمون کے خلاصے سے آگاہ کرتا ہوں کیونکہ اس کو سمجھنے کے بعد آپ میں ان قوموں میں تبلیغ کا ایک نیا جذبہ پیدا ہو گا اور جس طرح اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے اس کے مطابق ہم ان قوموں کو پیغام پہنچانے کے مستحق ٹھہریں گے۔

سب سے پہلی بات یہ بیان ہوئی ہے کہ خدا تعالیٰ ایک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور ایک خدا نے اپنے بندے محمد رسول اللہ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے تاکہ ان قوموں کو ڈرائے جنہوں نے خدا کا بیٹا بنالیا ہے اور اس کے بدانجام سے ان کو آگاہ کرے۔ اور ان مومنین کو خوشخبری دے جو حق پر قائم رہتے ہیں اور ایک خدا کی ذات سے وابستہ رہتے ہیں کہ ان کے لئے ایک لامتناہی اجر ہے اور ان کو کسی غم اور فکر کی ضرورت نہیں۔ لیکن وہ قومیں جو توحید سے ہٹ گئی ہیں اور کسی معنے میں بھی حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واقعتاً خدا کا بیٹا سمجھ رہی ہیں اور اس کی صفات میں شریک سمجھ رہی ہیں۔ یہ توحید سے تعلق رکھنے والی سورت محمدؐ پر نازل ہو رہی ہے اس وجہ سے تاکہ ان کو سمجھائے کہ ان کی غلطی ہے۔

تو قرآن کریم نے اس سورۃ میں اس مضمون کو اس طرح اٹھایا ہے کہ خدا تعالیٰ کا بیٹا بنانے والوں کو متنبہ کرنے کی غرض سے محمد رسول اللہ کو بھیجا گیا ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے گہرے غم کا ذکر فرماتا ہے۔ فرماتا ہے تجھے ہم نے تنبیہ کے لئے بھیجا ہے تاکہ ان قوموں کو ان کے بدانجام سے ڈرائے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دل میں عیسائیت یا غیر مذاہب کے خلاف کسی قسم کی نفرت کا شائبہ بھی ہوتا تو اس خبر کو آپ خوشی سے سنتے اور آپ کا ردعمل یہ ہوتا کہ الحمدللہ میرے خدا نے میرے دشمنوں کی شکست کی اور قطعی ہلاکت کی خبر دی ہے۔ اس کے برعکس ان آیات کے نزول کے وقت آپ کے دل کی جو گہرے غم کی کیفیت تھی اللہ تعالیٰ نے اس پر نظر فرمائی اور مضمون کو روک کر پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دل کی کیفیت کا ذکر فرما کر آپ کو تسلی دی اور یہ اظہار یوں فرمایا "

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝

"کہ اے محمدؐ اس بدانجام کی خبر سے کیا تو اتنا غم محسوس کرے گا کہ اپنی جان کو ہلاک کر لے گا۔ ایک حیرت انگیز بات ہے جس کا دوسرے صحیفوں میں کہیں ذکر نہیں ملتا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسی قوم کی ہلاکت کی خبر دی جا رہی ہے جو شرک میں آگے بڑھ گئی اور جس کے بدانجام کی تفصیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سامنے بیان کی جا رہی ہے۔ ابھی وہ تفصیل پوری طرح واضح نہیں ہوئی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دل کسی خوشی کے سمندر میں غوطے نہیں لگاتا بلکہ غم کے گہرے سمندر میں ڈوب جاتا ہے اور مضمون کو روک کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے کیا تو ان کی ہلاکت کی خبر سے جو تیری باتوں پر ایمان نہیں لائیں گے اور بدانجام کو پہنچیں گے اپنے آپ کو غم سے ہلاک کر لے گا، ایسا نہ کر۔ اور پھر یہ کہہ کر ایک اور تسکین بخش مضمون شروع ہو جاتا ہے اور وہ ہے ان قوموں کے نیک آغاز کا ذکر۔ فرمایا، یہ ہمیشہ سے بد نہیں ہیں، ہمیشہ سے بھٹکے ہوئے نہیں ہیں آغاز میں ان میں ایسے لوگ تھے جنہوں نے توحید کی خاطر عظیم الشان قربانیاں کی ہیں اور وہ اصحاب کہف ہیں انہوں نے سطح زمین کی زندگی کو ترک کر کے غاروں میں پناہ لینے کو زیادہ پسند کر لیا کیونکہ سطح زمین پر شرک غالب تھا اور وہ اپنی توحید کو بچانا چاہتے تھے اس لئے توحید کے نتیجے میں ان سے جو دشمنیاں مول لی گئیں ان کے لئے زمین کی سطح پر بسنا بسا اوقات ناممکن ہو گیا اور وہ اپنے ایمان اور توحید کی حفاظت کی خاطر غاروں میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے اور ان کا بہت ہی محبت اور پیار کے ساتھ ذکر ہے جو اس کے ساتھ چل پڑتا ہے۔

لیکن اس سے پہلے یہ واضح فرما دیا گیا ہے کہ سطح زمین پر جو نعمتیں دی گئی ہیں وہ آزمائش کے لئے ہیں اور وہ لوگ جو شرک کے باوجود نعمتوں سے نوازے جا رہے ہیں ان کے متعلق کوئی دھوکہ نہ کھانا کیونکہ یہ آزمائش کے لئے ہے کہ دیکھیں وہ کیسے عمل کرتے ہیں۔ ایک بہت ہی خوبصورت طرز کلام ہے۔ اصحاب کہف کے ذکر سے پہلے زمین کی سطح کی رونقوں کا ذکر فرما دیا اور فرمایا کہ ہم نے کچھ لوگ ہیں جن کو بہت عظیم ترقیات عطا فرمائی ہیں اور فرما رہے ہیں یہاں تک کہ زمین پر جو کچھ بھی ہے وہ خوبصورت بنا دیا جائے گا اور بہت ہی دلکش صورت میں دنیا ان پر ظاہر کی جائے گی۔ یہاں تک کہ اس دنیا کی محبت میں اور اس کے عشق میں غرق ہو جائیں گے

اور سرتاپا اسی کے ہو رہیں گے اور بھول جائیں گے کہ یہ توان کے لئے آزمائش تھی اور یہ بھی بھول جائیں گے کہ ان کا آغاز بہت نیک تھا ان کے آباؤ اجداد میں ایسے عظیم خدا کے توحید پرست بندے تھے کہ انہوں نے دنیا کی زینتوں کو تج کر دیا اور سطح زمین کو ترک کرتے ہوئے جانوروں کی طرح غاروں میں پناہ لینے کو قبول کر لیا۔

یہ جو مضمون ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں اس کا بہت کم علم اہل عرب کو تھا۔ کیونکہ اکثر غاریں جن میں عیسائی توحید پرست پناہ لیا کرتے تھے وہ دنیا کے

قرآن کے حوالے سے، قرآن کی عطا کردہ روشنی سے استفادہ کرتے ہوئے ہمیں احمدی سکالرز کی ضرورت ہے۔

علم سے غائب تھیں اگرچہ موجود تھیں۔ ان پر کوئی تحقیق نہیں ہوئی تھی اور بہت کثرت سے وہ ایسی غاریں ہیں جو اس زمانے میں جو پچھلی ایک دو صدیوں میں دریافت ہوئی ہیں اور مزید ان کے اوپر تحقیقات جاری ہے۔ اور جتنی تحقیقات آگے بڑھ رہی ہے قرآن کریم کے اس دعوے کی صداقت کے مزید ثبوت مہیا ہو رہے ہیں کہ وہ لوگ جو ان غاروں میں پناہ گزین تھے وہ توحید پرست تھے اور ان کا تثلیث سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہاں تک توحید کے آثار ان غاروں میں مل رہے ہیں کہ عیسائی محققین کی دنیا اور یہودی محققین کی دنیا دو حصوں میں بٹ چکی ہے بعض کا خیال ہے کہ یہ عیسائی لوگ تھے ہی نہیں بلکہ وہ موحدین تھے جن کو "اسینین" کہا جاتا ہے جن سے حضرت یحیٰ علیہ السلام کا بھی تعلق تھا اور وہ اس فرقے کے ایک بہت بڑے بزرگ تھے ان کے نزدیک۔ اور قرآن کے نزدیک وقت کے نبی تھے۔ تو یہ کہنے والے کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے ان غاروں کے اندر سے جو چیزیں دریافت ہو رہی ہیں ان کا تعلق دو سو سال قبل مسیح سے شروع ہو کر سو دو سو سال بعد تک کے زمانے سے ہو۔ لیکن یہ ایک حیرت انگیز بات ہے کہ ان مرقومات میں جن کا ان غاروں سے تعلق ہے کسی قسم کا تثلیث کا کوئی دور کا شائبہ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ ایک مرد صادق کی بات کی جا رہی ہے، ایک ایسا شخص جو خدا کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہوا۔ اور پھر اس مرد صادق کے ذکر کے ساتھ اور بہت سی ایسی باتیں ہیں جو مسیح کے زمانے پر زیادہ اطلاق پاتی ہیں بہ نسبت اس کے کہ مسیح سے پہلے کے زمانے کی باتیں ہوں۔ پھر یہ بھی ایک بہت اہم بات ان غاروں سے دریافت ہوئی ہے کہ وہ لوگ خوفزدہ تھے اور کچھ بتانے کی خاطر اپنے تبرکات کو مختلف صورتوں میں محفوظ کرنے کے لئے غاروں میں دفناتے چلے جا رہے تھے۔ جہاں خود پناہ لیتے تھے وہاں ان تبرکات کو بھی محفوظ کرتے تھے اور ایسا کوئی دور مسیح سے پہلے یہودیت پر نہیں گزرا کہ ان کو اپنے تبرکات چھپانے کے لئے غاروں میں پناہ لینی پڑے۔ کوئی عہد نامہ قدیم وہاں سے دریافت نہیں ہوا۔ بلکہ اشارۃً جو بھی ذکر ملتے ہیں وہ عیسائیت ہی کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

پس قرآن کریم کا یہ بیان کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، مخاطب کئے بغیر شروع سے عبد کے نام کی بات ہو رہی ہے، مگر آنحضرتؐ ہی مخاطب ہیں اور پیش نظر ہیں، کہ تو ان لوگوں کے انجام سے جو اپنے دل کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے گہرے غم میں مبتلا ہو گیا ہے ہم تجھے کچھ اچھی خبریں بھی سناتے ہیں جو تیرے دل کو ڈھارس بخشیں گی کیونکہ تو توحید کا عاشق ہے یہی عیسائی لوگ آغاز میں توحید کی خاطر انتہائی قربانی دینے والے لوگ تھے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا قرآن کریم فرماتا ہے تمام دنیا کی زینتوں کو چھوڑ کر وہ غاروں کے بھیانک اندھیروں میں رہنا اپنے لئے زیادہ پسند کرنے لگے کیونکہ ان اندھیروں میں بسر ہوتے ہوئے وہ توحید کی روشنی سے منسلک رہ سکتے تھے اور باہر کی روشنی میں ان کو اندھیرا دکھائی دیتا تھا کیونکہ ہر طرف شرک تھا۔ پس اس اشارے کے پیش نظر جو قرآن کریم میں واضح طور پر موجود ہے میں نے ایک احمدی مخلصین نوجوانوں کی ایک ریسرچ ٹیم بنائی ہے کہ وہ ان غاروں سے دریافت ہونے والے تمام صحیفوں کا مطالعہ کرنے کی اہلیت پیدا کریں اور جو کچھ بھی ان پر لکھا گیا ہے ان پر غور کریں اور صحیح نتائج اخذ کریں جو قرآن کی روشنی کے بغیر اخذ ہو نہیں سکتے۔

ایک اور اہم بات جو اصحاب کہف کے ذکر میں قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے وہ اصحاب الرقیم فرمایا ہے۔ فرمایا ہے "

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا۝

کہ اے محمدؐ کیا تو حیرت میں مبتلا ہے کہ یہ کیسے لوگ تھے جنہوں نے غاروں میں پناہ لی اور وہ اصحاب الرقیم تھے۔ اصحاب الرقیم کا چونکہ کوئی بھی ذکر قرآن کریم کے نزول کے لمبے عرصہ بعد تک بھی غاروں کے تعلق میں معلوم نہیں تھا۔ اس لئے مفسرین نے رقیم سے یہ معنی لیا۔ رقیم کا ایک معنی ہوتا ہے کتبہ جس پر کچھ لکھا ہو اور اصحاب الرقیم کا ایک مطلب ہے تحریروں والے لوگ لکھنے والے لوگ۔ تو چونکہ ان کو یہ علم نہیں تھا کہ غاروں سے کچھ تحریریں دریافت ہوں گی۔ اس لئے انہوں نے اپنی تفسیروں میں صرف اس حد تک ترجمہ کیا کہ ان کی غاروں پر گویا کچھ کتبے تھے ان پر کچھ لکھا ہوا تھا حالانکہ قرآن کریم ان سب کو اصحاب الرقیم فرما رہا ہے۔ غاروں میں ان لوگوں نے پناہ لی ہے جنہوں نے کچھ صحیفے ان غاروں میں چھوڑے ہیں یا وہ صحیفے لے کر ان غاروں میں داخل ہوئے ہیں۔ اور آج کے زمانے میں یہ حیرت انگیز دریافت ہوئی ہے وادی قمران میں ایک نہیں، بیسیوں ایسی غاریں ہیں جہاں سے یہ صحیفے دریافت ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں اور بہت سے سائنس دان جو پرانے صحیفوں کو پڑھنے کے ماہر ہیں وہ ان تحریروں کو پڑھ کر مختلف اندازے لگا رہے ہیں۔ لیکن قرآن کے حوالے سے قرآن کی عطا کردہ روشنی سے استفادہ کرتے ہوئے ہمیں احمدی سکالرز کی ضرورت ہے جو وہ زبانیں سیکھیں وہ علم سیکھیں جن سے براہ راست ان صحیفوں کا مطالعہ کر سکیں اور محض لوگوں کی رائے زنی کو نشان منزل نہ سمجھیں بلکہ منزل کا کھوج خود لگائیں۔ کیونکہ بسا اوقات قرآن کی روشنی کے بغیر انسان غلط اور متضاد نتائج نکالنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور یہی کیفیت ہے جو ان صحیفوں کے تعلق میں آج ہمیں دنیا میں دکھائی دے رہی ہے۔ امریکہ میں بھی میں نے اس قسم کی ریسرچ کے لئے ہدایت کی تھی اور امریکہ میں کسی حد تک کام ہوا اور دو مختلف الخیال، دو مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے متضاد نتائج نکالنے والے علماء سے انہوں نے رابطے کئے۔ لیکن یہ تحقیق ابھی بہت ہی ابتدائی مراحل میں ہے۔

یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ایسی پیار کرنے والی، محبت کرنے والی شہد کی مکھیوں کی طرح فدائی روحانی جماعت عطا فرما دی ہے کہ جو کچھ بھی ان کو ملتا ہے وہ اس میں مجھے شریک ضرور کرتے ہیں۔

اس لئے اگرچہ میں اس مضمون کو ایک اور رنگ میں آپ کے سامنے کھولنا چاہتا ہوں مگر ضمناً میں یہ بھی اعلان کرتا ہوں کہ شمالی امریکہ کے دونوں ممالک کے نوجوان خواہ وہ کینیڈا سے تعلق رکھتے ہوں یا امریکہ سے تعلق رکھتے ہوں، جن کو بھی اللہ نے علمی ذوق شوق عطا فرمایا ہے وہ اس مضمون پر براہ راست تحقیق کریں۔ وہ زبانیں سیکھنا جن کو وہ پڑھ کر براہ راست استفادہ کر سکیں ایک وقت طلب چیز ہے، اس میں بہت لمبی محنت، مطالعہ اور کئی سالوں کی محنت کی ضرورت ہے۔ لیکن ان ماہرین فن سے رابطہ کر کے اصل کتابوں کا کثرت سے جو اس مضمون پر لکھی گئی ہیں براہ راست ان کتابوں کا مطالعہ کر کے مختلف الخیال لوگوں سے ان مضامین کو خود سمجھ کر ملنے کے بعد، پھر قرآن کریم کی روشنی میں ایک نتیجہ نکالنے کی کوشش جو ہے یہ شروع ہو سکتی ہے اور انگلستان میں جس ٹیم کو میں نے مقرر کیا ہے اس میں نوجوان لڑکے بھی ہیں کالج کے جانے والے اور لڑکیاں بھی ہیں اور دونوں اللہ کے فضل سے بڑے اخلاص اور محنت کے ساتھ اس پر کام کر رہے ہیں اور ان کے پیش کردہ نتائج سے ہمیں نئی روشنی مل رہی ہے، نئے راستے دکھائی دے رہے ہیں جن کے نتیجے میں میں بہت پر امید ہوں کہ احمدیہ تحقیق تمام دنیا کے لئے روشنی کا موجب بنے گی اور ان کو رستہ دکھانے میں سب سے نمایاں کردار ادا کرے گی۔

کیونکہ قرآن کریم کا وہ بیان جو چودہ سو سال پہلے گزر گیا جب کہ ان چیزوں کا کوئی وجود نہیں تھا اس یقین سے ہر مومن کے دل کو بھر دیتا ہے کہ سوائے اس کے کہ عالم الغیب والشہادۃ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ان واقعات کی خود خبر دی ہو، عرب کے کسی باشندے سے یہ ناممکن تھا خواہ وہ کتنا بڑا عالم ہوتا کہ ان غاروں کا اس تفصیل سے ذکر کرتا اور پھر اس ذکر میں اصحاب الرقیم کے لفظ داخل کر دیتا کہ یہ لوگ صحیفوں والے لوگ ہیں اور یہ ایسا وقت آئے گا کہ جب ان صحیفوں کی دریافت سے دنیا کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ پس مختلف

ASIAN JEWELLERY AT
DISCOUNTED PRICES
LATEST DESIGNS IN STOCK
UK DELIVERY ARRANGED
CUSTOMER DESIGNS WELCOME
REPAIRS AND ALTERATIONS
DULHAN JEWELLERS
126 MILTON STREET
PALFREY, WALSALL
WEST MIDLAND WS1 4LN
PHONE 0922 33229

ASIAN AND ENGLISH
JEWELLERY
BEST DISCOUNTS
MEDINA
JEWELLERS
VAT REGISTERED
1 CALARENDEN ROAD
WHALLY RANGE
MANCHESTER M16 8LB
061 232 0526

پہلوؤں سے کچھ اور پہلو بھی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں تحقیق کا موقع مل رہا ہے لیکن اس کے لئے مجھے زیادہ دست و بازو کی ضرورت ہے اور کثرت سے احمدی مخلصین، روشن دماغ اور تحقیق کا جذبہ رکھنے والوں کی ضرورت ہے جو اپنے اپنے ملک میں دستیاب کتابوں کا مطالعہ کریں اپنے ملک میں موجود سکالرز سے تعلقات بڑھائیں اور جو کچھ بھی ان کی تحقیق کا ماحصل ہو، وہ مجھے بھجواتے رہیں۔

مجھے نئے سکالرز کی ضرورت ہے جو سورہ کہف کے مضامین پر غور کرنے کے لئے علمی تحقیقات کریں۔

آغاز خلافت پر جو میں نے جماعت کو خطاب کیا تھا اس میں شہد کی مکھیوں کے چھتے کی مثال دی تھی میں نے کہا جس ایک خلیفہ کے گرد ساری جماعت اکٹھی ہو جاتی ہے اور جس طرح اس کی تمام تر کوشش یہ ہوتی ہے کہ جو کچھ ہمارا ماحصل ہے اس کا بہترین نچوڑ ہم اپنی ملکہ کو دیں۔ یعنی شہد کی مکھیوں کی یہ کوشش ہوتی ہے۔ اس طرح تمام عالم میں میں آغاز ہی سے یہ مشاہدہ کر رہا ہوں کہ ساری دنیا میں پھیلے ہوئے احمدی جب کسی بہت ہی اچھی چیز کو پاتے ہیں، جب کسی اچھے مطلب کو حاصل کرتے ہیں تو ان کو چین نہیں ملتا جب تک مجھے اس کی اطلاع نہ دے لیں۔ اور اپنی خوشی میں یا اس خزانے میں مجھے شامل نہ کر لیں جو علم کا خزانہ اللہ نے ان کو عطا فرمایا ہے۔ کوئی اچھی کتاب کا مطالعہ کرتے ہیں تو مجھے اس سے مطلع کرتے ہیں۔ بعض مجھ سے پوچھتے ہیں کہ تمہیں اتنے بڑے مطالعہ کا کیسے وقت مل گیا۔ جو خلافت سے پہلے کا زمانہ تھا اللہ نے خود میرے دل میں یہ ذوق و شوق پیدا فرمایا اور توفیق دی کہ اپنے مطالعہ کو وسیع کروں لیکن اب تو یہ میرا مطالعہ نہیں یہ ساری جماعت کا مطالعہ ہے جو ایک مرکز پہ اکٹھا ہوتا ہے۔ وہ مکھیاں جو شہد کھاتی ہیں اس شہد کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس میں شفا ہے تو مومنوں کی روحانی غذا ان کی روحانی ہی نہیں بلکہ جسمانی شفا کا بھی موجب بن جاتی ہے۔ یہ ایک بڑا وسیع مضمون ہے جس پر ابھی تحقیق ہونے والی باقی ہے۔ یہ ایک اور پہلو ہے جس پر میں نے بعض عمومی ہدایتیں جماعت کو دی ہیں کہ اس طریق پر اس کی تحقیق کرو لیکن یہاں جس ذکر میں میں یہ بات کھول رہا ہوں وہ یہ ہے کہ شہد کی مکھیاں، شہد کھاتی ہیں اور اس کا وہ نچوڑ جو ان کے نزدیک سب سے اعلیٰ ہے وہ ملکہ کے سامنے پیش کر دیتی ہیں۔ اور علم کے مضمون میں یہ لطف کی بات ہے کہ خود بھی اس سے استفادہ کرتے ہیں وہ لوگ اور پھر خلیفہ وقت کو بھی اس میں شامل کر لیتے ہیں اور ان کا ملکہ کے سامنے مکھیوں کی طرح وہ سب کچھ پیش کرنا انہیں محروم نہیں رکھتا۔

پس روحانی علوم اور دنیاوی نعمتوں میں یہ بڑا فرق ہے دنیاوی نعمتوں میں آپ قربانی کر کے اپنا کچھ حصہ کسی اور دوست یا محبوب کے سامنے پیش کرتے ہیں جب کہ روحانی دنیا میں خواہ وہ تقویٰ کی باتیں ہوں یا علم کا مضمون ہو آپ جب کسی دوسرے کو اس میں شریک کرتے ہیں تو آپ کے علم یا آپ کی روحانیت میں کمی نہیں آتی بلکہ دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے اور آپ کو پھر مزید فائدہ پہنچتا ہے۔ پس اس طرح جس علم کے متعلق بعض لوگ کہتے ہیں تم نے کیسے حاصل کیا۔ میں نے کہاں سے حاصل کرنا تھا یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ایسی پیار کرنے والی محبت کرنے والی شہد کی مکھیوں کی طرح فدائی روحانی جماعت عطا فرما دی ہے کہ جو کچھ بھی ان کو ملتا ہے وہ اس میں مجھے شریک ضرور کرتے ہیں۔ پس اس پہلو سے میں نے جماعت کو بارہا مختلف نصیحتیں کی ہیں کہ اس مضمون پر بھی غور کرو اس مضمون پر بھی غور کرو۔ اور مجھے جو محنتوں کا لمبا وقت میسر نہیں ہے اس کی کمی اس طرح پوری ہو جاتی ہے کہ ہزاروں آنکھیں ایسی ہیں جو مطالعہ کے وقت ہمیشہ یہ پیش نظر رکھتی ہیں کہ اس مطالعہ کا ماحصل جس کا کسی رنگ میں بھی جماعت کو فائدہ پہنچ سکتا ہو ہم وہ خلیفہ وقت کو ضرور پہنچائیں۔ اور جب وہ باتیں مجھ تک پہنچتی ہیں تو پھر میں ایسے تمام امور کو الگ رکھ لیتا ہوں اور اسے عام ڈاک میں نہیں جانے دیتا جب تک میں خود مطالعہ نہ کر لوں میری تسلی نہیں ہوتی۔ پس اس پہلو سے جو میں نے آپ سے عرض کیا ہے، اس تمہید کی روشنی میں مجھے نئے سکالرز کی ضرورت ہے جو سورہ کہف کے مضامین پر غور کرنے کے لئے علمی تحقیقات کریں۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اس کے بعض پہلو ہیں جو میں یہاں بیان نہیں کر رہا۔ وہ الگ بعض تحقیقات کرنے والے وفود کے سپرد کام کر چکا ہوں۔ لیکن یہ ایک عمومی تحریک ہے جس میں کینیڈا اور امریکہ سب شامل ہیں اور یورپ میں پہلے ہی میں یہ تحریک ذاتی طور پر ملاقاتوں کے دوران بھی کر چکا ہوں۔

دوسری بات جس کی طرف میں متوجہ کرنا چاہتا تھا اس کا تعلق تبلیغ سے ہے جب آپ سورہ کہف پر غور کرتے ہیں تو دو باتیں قطعی طور پر آپ کے سامنے آتی ہیں اول یہ کہ وہ زینت جو سطح ارض پر ملتی ہے وہ ان قوموں کو باقی قوموں سے بہت زیادہ عطا ہوگی جن کا عیسائیت سے تعلق ہے اور سارے قرآن کریم میں قوموں اور مذاہب کے ذکر میں عیسائیت کے تعلق کے سوا کہیں اس شدت کے ساتھ اور اس زور کے ساتھ زینت کی نعمتوں کی عطا کا ذکر نہیں ملتا۔ پس اس سے پتہ چلتا ہے کہ عیسائی دنیا کو جو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی نعمتیں اور حسن عطا فرمایا ہے یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش ہے۔ اس آزمائش کا تعلق کس بات سے ہے۔ کیوں ان قوموں کو منتخب کیا گیا؟ اس کا تعلق دراصل اس مائدہ سے ہے جس کی دعا حضرت مسیح نے مانگی تھی۔ حضرت مسیح کے حواریوں نے عرض کیا کہ اپنے خدا سے ہمارے لئے آسمانی نعمتیں مانگ، آسمانی نعمتوں کا دسترخوان اتارنے کی استدعا کر۔ عیسائی دراصل اپنی لاعلمی میں اور دنیا پرستی کی وجہ سے اس مضمون کو ظاہر پر اطلاق کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مسیح نے کوئی کھانا مانگا تھا جو روٹی اتاری گئی آسمان سے اور وہ روٹی اپنے شاگردوں میں تقسیم کی اور بات ختم ہو گئی یہ بہت ہی بچگانہ تصور ہے اس حقیقت کا جو ایک عظیم حقیقت ہے، جس کا تعلق محض مسیح کے اپنی زندگی کے دور سے نہیں بلکہ عیسائیت کی تمام تاریخ سے ہے۔ حضرت مسیح نے جو کچھ مانگا اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا وہ حصہ ہے غور طلب۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نعمتیں دوں گا۔ یہ نہیں فرمایا کہ ایک دسترخوان اتاروں گا صرف۔ فرمایا، جو تو نے مانگا ہے میں نعمتیں عطا کروں گا اور ایسی نعمتیں دوں گا جو دنیا میں کسی اور کو نہیں دی گئیں لیکن اگر ناشکری کی گئی، اگر ان نعمتوں سے غلط فائدہ اٹھایا گیا اور توحید کو قربان کر دیا گیا، یہ مضمون اس میں مضمر ہے، تو پھر ان قوموں کو ایسی سزا دوں گا کہ جب سے دنیا بنی ہے کبھی کسی قوم کو ایسی سزا نہیں دی گئی۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو سورہ کہف نے پھر اٹھایا ہے اور یہ روشنی ڈالی ہے کہ جو زینت کی دنیا ان کو عطا ہوئی ہے اس سب کو ہم زائل کر دیں گے "وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا" جو کچھ بھی اس پر ہے اسے زائل کر دیں گے اور ان علاقوں کو چٹیل میدان چھوڑ دیں گے۔ اس مضمون کو سورہ طٰہٰ میں بھی بیان فرمایا گیا ہے۔

سب سے بڑا مبلغ جو کائنات میں کبھی پیدا کیا گیا وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم تھے اور سب سے زیادہ بنی نوع انسان کی ہمدردی میں مبتلا دل اگر کسی کو عطا ہوا ہے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم تھے۔

تو میں جس طرف آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں قرآن کریم کے مختلف بیانات کو آپس میں جوڑیں اور ان کے تعلقات باندھ کر پھر سمجھیں تو پھر آپ کو سمجھ آئے گی کہ کیسی عظیم کتاب ہے جو عالم الغیب والشہادہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے دل پر نازل فرمائی اور تمام زمانے کے علوم اس میں اس طرح بھر دیئے جیسے دنیاوی ضرورت کی تمام نعمتیں اس زمین کی سطح کے اوپر یا نیچے دفن ہیں۔ پس یہ وہ پہلو ہے جس کے پیش نظر آپ کے سامنے تبلیغ کی اہمیت ابھرنی چاہئے۔ کیونکہ وہ زمانہ قریب آ رہا ہے جس میں ہم یقینی آنکھوں کے ساتھ دیکھ رہے ہیں کہ وہ نعمتیں جو مسیح کی دعا سے ان قوموں کو ملی تھیں۔ ایک توحید پرست مسیح کی دعا سے ان قوموں کو ملی تھیں، شرک میں داخل ہونے کے نتیجے میں مسیح کی حقیقت کی عظمت کو پہچاننے کی بجائے اسے ایک فرضی رومن متھ (Mith) کی کہانی میں تبدیل کرنے کے نتیجے میں ان کی دنیا کی لذتوں کی پیروی اس رستے سے ہٹ گئی ہے جس رستے پر چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے نعمتیں

SCL

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

عطافرمائی تھیں۔ اللہ کے شکر کی بجائے ان کے اندر ایک اندرونی رعونت نے سر اٹھایا ہے۔ یہ سمجھنے لگے ہیں یہ سب کچھ ہماری کوششوں کا نتیجہ ہے۔ کسی کے خیال میں، دور کے خیال میں بھی یہ بات نہیں آتی کہ دو ہزار سال پہلے خدا کے عظیم بندے مسیحؑ کی دعا کا پھل ہے جو ہم کھا رہے ہیں اور چونکہ اسے وہ اپنے ہاتھوں کی کمائی اور اپنی زینت سمجھتے ہیں جس پر وہ خود مختار ہیں جس طرح چاہیں فیصلے کریں اس لئے ان تمام تر نعمتوں کا استعمال غلط ہو رہا ہے۔ خدا کے قریب تر لانے کی بجائے جوں جوں یہ نعمتیں بڑھ رہی ہیں یہ خدا سے دور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اور وہ انذار جس کی طرف سورہ کہف توجہ دلاتی ہے کہ "وانا لجٰعلون ما علیھا صعیداً جرزاً" اس انجام کی طرف یہ دن بدن بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور یہ وہ انذار تھا جس کی کیفیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دل بھانپ گیا اور اس بد انجام کے غم سے آج سے چودہ سو سال پہلے آپ کے دل نے ایسی تکلیف محسوس کی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے بندے کیا تو ان کے غم میں اپنے آپ کو ہلاک کر لے گا۔

وہ لوگ جو دل کی گہری ہمدردی کے بغیر کسی قوم کو ہدیٰ کی طرف بلاتے ہیں ان کی باتوں کا اثر نہیں ہوتا۔

پس ضرورت ہے قرآنی اسلوب کے مطابق ان کے پاک ماضی کی ان کو یاد دلائی جائے۔ کیونکہ اس مضمون کے معاً بعد خدا کہف میں قربانی دینے والے بزرگوں کا ذکر فرماتا ہے جو عیسائی قوم سے تعلق رکھتے تھے، جو حضرت عیسیٰؑ کے سچے شاگرد تھے۔ پس اس نے ہمیں تبلیغ کا ایک نیا اسلوب عطا فرما دیا۔ ہمیں سکھایا کہ کس طرح ان قوموں سے بات کرنی ہے دو باتیں بہت اہم ہیں اس میں۔ اول غم، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرح بنی نوع انسان کا ہمدرد دل حاصل کئے بغیر آپ دنیا کو تبلیغ نہیں کر سکتے۔ سب سے بڑا مبلغ جو کائنات میں کبھی پیدا کیا گیا وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تھے اور سب سے زیادہ بنی نوع انسان کی ہمدردی میں مبتلا دل اگر کسی کو عطا ہوا ہے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تھے، جو دشمن کی ہلاکت کی خبر سے بھی اس قدر غمگین ہو جاتے تھے۔ پس اگر آپ کے دل میں ان کی سچی ہمدردی نہیں ہے، اگر آپ صرف اپنی تعداد بڑھانا چاہتے ہیں، اگر اور ذاتی مفادات کی خاطر آپ تبلیغ کو لیتے ہیں، یا محض ایک سطحی خیال سے کہ ہمیں پھیلنا چاہئے، بڑھنا چاہئے آپ تبلیغ کا خیال دل میں جماتے ہیں تو یہ ساری وہ باتیں ہیں جو بظاہر اچھی ہیں مگر ان میں گہرائی نہیں ہے۔ جو بظاہر اچھی ہیں مگر اثر سے خالی رہیں گی۔ پس وہ لوگ جو دل کی گہری ہمدردی کے بغیر کسی قوم کو ہدیٰ کی طرف بلاتے ہیں ان کی باتوں کا اثر نہیں ہوتا، ان کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔ پس یہ راز سورہ کہف سے سیکھیں کہ وہ دل لے کر تبلیغ کے لئے نکلنا ہو گا جس کو یقین ہو کہ ان قوموں کے بد انجام کا وقت قریب آ رہا ہے اور وہ اس کے نتیجے میں سخت بے چین ہو۔ ایسا دکھ محسوس کرے کہ بے اختیار ان قوموں کی ہدایت کے لئے نکل کھڑا ہو۔ یہ ایسی حقیقت ہے جسے روزمرہ زندگی میں آپ اپنے دل پر چسپاں تو کر کے دیکھیں تب آپ کو معلوم ہو گا کہ کس حد تک آپ داعی الی اللہ ہیں اور کس حد تک نہیں ہیں۔

داعی الی اللہ یقین سے پیدا ہوتا ہے اور یقین دو چیزوں پر مشتمل ہے ایک خوشخبری پر یقین، خدا کے سچے وعدوں پر یقین اور ایک انذار اور منذر خبروں پر یقین اور خدا کے وعید پر یقین۔ وعدہ عربی میں اس خوشخبری کے لئے استعمال ہوتا ہے جس کو عطا کرنے کا کوئی عہد کر لے اور وعید ایسی خبر سے تعلق رکھتا ہے جس میں ڈرانا ہو اور خوف ہو کہ اگر تم یہ کرو گے تو ضرور اس کا یہ نتیجہ نکلے گا۔ پس جب تک ان دونوں باتوں پہ یقین نہ ہو انسان حقیقت میں داعی الی اللہ نہیں بن سکتا کیونکہ قرآن کریم کی بیان کردہ تاریخ میں تمام انبیاء کا تعارف "بشیراً و نذیراً" کے ذریعے کروایا گیا ہے یا تو وہ بشیر تھے یا وہ نذیر تھے اور کوئی تیسرا تعارف نہیں ملتا دو ہی حیثیتیں ہیں یا منذر ہیں یا مبشر ہیں۔ تو منذر وہ ہے جس کو یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب جس کا وعدہ دیا گیا ہے وہ ضرور آنے والا ہے وہ کلمہ حق ہے اسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اور مبشر وہ ہے جسے یقین ہے کہ جو خدا کی باتوں پر ایمان لائے گا وہ ضرور ان بدیوں سے بچایا جائے گا۔ پس اگر کسی عمارت میں آگ لگی ہو اور آپ جانتے ہوں کہ نکلنے کا رستہ ہے اور بغیر آواز دیئے خود نکل جائیں اور تسلی پا جائیں کہ میں نے اپنی جان کو بچا لیا تو یہ بچنا حقیقت میں آپ کی روحانی ہلاکت ہے۔ جسے اپنے بھائیوں کا پاس نہیں، جسے یہ خوف نہیں کہ اس عمارت میں کئی بچے، کئی معصوم عورتیں، کئی بوڑھے، کئی بیمار بھی پڑے ہوں گے جب تک وقت کے اوپر ان کو متنبہ نہ کیا جائے ان کو نکلنے میں مدد نہ کی جائے اس وقت تک میرا اکیلا اپنی جان بچا لینا کافی نہیں ہے، اس وقت تک حقیقی انسانیت انسان میں پیدا نہیں ہو سکتی اور انسانیت کے بغیر کوئی مذہب آ ہی نہیں سکتا۔

داعی الی اللہ یقین سے پیدا ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو مذہب کی مختلف منازل بیان فرمائی ہیں ان میں فرمایا ہے کہ مذہب کا کام ہے پہلے حیوان کو بشر بنانا ایک ایسا انسان جو محض حیوانی زندگی بسر کر رہا ہے اسے انسانیت کے تقاضوں کا علم نہیں ہے وہ خود غرضی میں مبتلا ہے، اپنے نفس کی خواہشوں کی پیروی کر رہا ہے۔ اسے سب سے پہلے عام انسانیت کے آداب اور اسلوب سکھانا۔ پھر فرماتے ہیں کہ وہ انسان جو مہذب ہو جائے اس کو باخدا انسان بنانا پھر مذہب کا دوسرا کام ہے۔ تو اگر پہلی منزل ہی طے نہیں ہوئی تو دوسری منزل تک کیسے پہنچ جائیں گے پہلی منزل کی سیڑھیاں پھلانگ کر دوسری منزل کی سیڑھیوں میں تو آپ داخل ہو نہیں سکتے۔ پس بہت سی دنیا کے لوگ اس خوش فہمیوں میں مبتلا رہتے ہیں کہ ہم مذہبی ہیں، ہم مذہب پر عمل کر رہے ہیں، قرآن کریم کو سمجھ رہے ہیں، اس کی تلاوت کرتے ہیں، نماز پڑھ رہے ہیں، کافی ہے۔ کئی غیر احمدی بھی ہم سے یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا میرا نماز پڑھ لینا کافی نہیں، کیا تلاوت کافی نہیں؟۔ اگر یہ کافی ہوتا تو محمد رسول اللہ کو کیا مصیبت پڑی تھی کہ اپنی جان ہلکان کرتے ہوئے، اپنے وجود کو جان جوکھوں میں ڈالتے ہوئے، انتہائی تکالیف کا سامنا کرتے ہوئے ہر طرف پیغام پھیلاتے چلے گئے یہاں تک مصیبتیں سہیڑیں کہ آپ کی دشمن قومیں آپ کی پیروی میں مدینے پہنچ کر آپ پر حملہ آور ہوئیں اور ایک ہی مقصد تھا ان کا پہلی جنگ میں بھی اور دوسری میں بھی اور تیسری میں بھی کہ جو کچھ ہو اس ایک وجود کو دنیا سے ہلاک کر دیا جائے۔ کیا مصیبت پڑی تھی؟ کیا آپ عبادت نہیں کرتے تھے؟ کیا آپ قرآن کے مفہوم کو نہیں سمجھتے تھے؟ تو جب آپ قرآن کو جانتے تھے آپ ہی پر تو نازل ہوا تھا اور عبادت کا حق آپ سے بڑھ کے کوئی اور ادا کر نہیں سکتا تھا۔ پھر اس جہاد کی کیا ضرورت تھی۔ اس کا راز اس دل میں ہے جس کا ذکر سورہ کہف میں بیان ہوا ہے کہ وہ سچا دل جو ہمدرد ہو اس کے لئے چین سے بیٹھنا ممکن نہیں رہتا۔ اگر وہ اس یقین سے بھر جائے کہ اس کے ماحول میں کچھ لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اس کی عام مثال ماؤں کی زندگی میں ملتی ہے باپوں کی زندگی میں بھی ملتی ہے اور عزیزوں کی زندگی میں بھی ملتی ہے۔ کوئی ماں جس کا بچہ آگ کی طرف بڑھ رہا ہو کیا وہ آرام سے بستر سے لیٹی ہوئی سو سکتی ہے ایک کروٹ بدل کر بچے کو آگ میں جاتے ہوئے دیکھے اور دوسری طرف کروٹ لے کر پھر وہ آرام سے سو جائے یہ ناممکن ہے۔ وہ تو دیوانے کی طرح جھپٹے گی اگر آگ میں بچہ داخل بھی ہو جائے تو اس آگ میں خود اپنے آپ کو جھونک دے گی کہ کسی طرح میں اس بچے کو وہاں سے نکال لوں یہ انسانی جذبے کی سچائی اپنی انتہا پر پہنچ کر اپنی روشن ترین صورت میں ہمیں دکھائی دیتی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق تو قرآن فرماتا ہے کہ اپنے ماں باپ سے بڑھ کر اس سے محبت کرو۔ ہر دوسرے رشتے سے زیادہ اسے چاہو۔ یہ ناممکن تھا کہ خدا ہم سے یہ مطالبہ کرتا اگر حضرت محمد رسول اللہ ماں باپ سے بڑھ کر ہم سے محبت نہ کرتے اور ہر دوسرے رشتے سے بڑھ کر ہمیں نہ چاہتے تو قرآن کو آپ سمجھیں تو پھر آپ کو سمجھ آئے گی کہ کیسا عظیم رسول تھا جس کی غلامی کا شرف ہمیں بخشا گیا ہے۔

پس جو بھی اسلوب ہیں محمد رسول اللہ ہی سے سیکھنے ہیں اور آپؐ سے سیکھے بغیر ہم اپنے مقاصد کو ہرگز حاصل نہیں کر سکتے۔ پس سورہ الکہف نے جس دل کا ذکر کیا ہے انذار سنتے ہی کس قدر بے چین ہوا کہ اللہ نے مضمون کو روک کر ٹھہر کر فرمایا اے میرے بندے ان کی خاطر اپنے آپ کو ہلاکت میں مبتلا نہ کر۔ لیکن یہ دل تو نہیں بدلا کرتا اللہ تعالیٰ نے تو پیار کے اظہار کے طور پر اور آئندہ زمانوں میں محمد رسول اللہ کی گہری صداقت کے اظہار کے طور پر یہ گواہی رکھ دی ورنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس سے باز تو نہیں آئے مسلسل بنی نوع انسان کے غم میں مبتلا رہے اور اسی غم کے نتیجے میں اور اس یقین کے نتیجے میں کہ انذار ضرور سچا ہے آپ پیغام پہنچاتے رہے۔ پس کسی کا یہ کہنا کہ میں نماز پڑھ لیتا ہوں میں عبادت کرتا ہوں یا کوئی احمدی یہ کہہ دے کہ میں چندے بھی دے رہا ہوں اب اور کیا کروں اور یہ کرو کہ اپنے

SUPPLIERS OF FROZEN AND FRIED
MEAT SAMOSAS, VEGETABLE SAMOSAS,
CHICKEN SAMOSAS & LAMB BURGERS
PARTIES CATERED FOR

KHAYYAMS

280 HAYDONS ROAD, LONDON SW19 9TT
TEL: 081 543 5882 - MOBILE: 0860 418 252

وجود کو جھونک دو اس آگ میں جو محبت کی آگ ہے جس کے بغیر آپ کے دل کی سچائی ثابت نہیں ہو سکتی جس کے بغیر آپ کا بنی نوع انسان سے ہمدردی کا دعویٰ محض جھوٹا اور فرضی دعویٰ ہے۔

مجھے نارتھ امریکہ کے دونوں ملکوں سے شکوہ ہے کہ یہاں تبلیغ کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جا رہی۔ ہے تو انفرادی ہے۔

پس اگر آپ دل کی گہرائی سے بنی نوع انسان کو بچانا چاہتے ہیں تو پہلے تو یہ جذبہ پیدا کریں سچی ہمدردی جو روزمرہ آپ اپنے گھر میں اپنے بچوں سے کرتے ہیں، اپنے اہل و عیال سے کرتے ہیں، اپنی بہنوں، بھائیوں سے کرتے ہیں یا عزیز دوستوں سے، ان کو نقصان میں جاتا دیکھ کر اگر آپ سچے ہیں تعلق میں، تو آپ چین سے نہیں بیٹھ سکتے۔ پس کیا یہ سچ ہے کہ یہ قومیں اپنے شرک کی وجہ سے ان تمام نعمتوں کو پانے کے بعد آخر صفحہ ہستی سے مٹادی جائیں گی۔ اگر یہ سچ ہے اور یقیناً سچ ہے کیونکہ قرآن نے بیان فرمایا اور ایسے حالات میں بیان فرمایا جب قرآن ان باتوں کو بیان کرنے کی، اگر بندے کا کلام ہوتا تو، اہلیت ہی نہیں رکھتا تھا۔ کہاں وہ زمانہ عرب کے صحراؤں کا، کہاں ان غاروں کا ذکر جو سینکڑوں سال، ہزار سال سے زیادہ بعد کے عرصے میں دریافت ہوئی تھیں اور سینکڑوں سال پہلے بنائی گئی تھیں جن کی اشارتاً بھی کوئی خبر اہل عرب کو نہیں تھی اور پھر ان کے اندر کے راز، کس قسم کے لوگ ان میں ملیں گے، کس قسم کے صحیفے انہوں نے پیچھے چھوڑے ہیں۔ یہ خدا کے سوا کسی اور کا کلام ممکن نہیں۔ پس جب قرآن سچا ہے تو وہ خبریں جو آئندہ زمانے کی دی گئی ہیں جن میں سے بعض ہم نے پوری ہوتی دیکھ لی ہیں وہ یقیناً سچی ہیں ان میں ادنیٰ بھی شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے پھر آپ کیسے آرام سے بیٹھتے ہیں۔ پھر کیوں گھر گھر منادی نہیں کرتے۔ پھر کیوں اپنے دوستوں کو اس پیغام کی طرف بلاتے نہیں ہیں۔ کیوں ان کو پیار سے سمجھاتے نہیں ہیں۔ اور سمجھانے کا جو انداز قرآن نے آپ کو سکھایا ہے وہ کیوں اختیار نہیں کرتے۔ بجائے اس کے کہ بائبل کی بحثوں میں پڑ کر ان آیات کے کچھ مختلف معنی نکالنے کی کوشش کریں جن کے مختلف معنی عیسائی کرتے ہیں صاف سیدھا توحید کا پیغام دیں جو ہر انسان کی فطرت میں گوندھی گئی ہے۔ یہ ایسا پیغام ہے جس کو ہر سعید فطرت انسان دل سے قبول کرنے کے لئے تیار بیٹھا ہے۔ لیکن اگر جھگڑے کے بغیر، ہمدردی سے یہ پیغام دیا جائے۔ اور بجائے اس کے کہ یہ کہا جائے کہ تم لوگ ہلاک ہو، تم بہت گندے لوگ ہو، گویا تم نے عیسائیت کو چھوڑ دیا۔ ان آباؤاجداد کا ذکر کیوں نہیں کرتے جن کا ذکر قرآن نے کیا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دل کی تسلی کے لئے وہ پاکباز کہانیاں آپ کے سامنے پیش کیں، جو پاکباز لوگوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ اتنا عظیم الشان آغاز ہے عیسائیت کا کہ قرآن نے جیسا خراج تحسین اس کو پیش فرمایا ہے ویسا کسی اور قوم کی تاریخ بیان کرتے ہوئے اس طرح تفصیل سے بیان نہیں فرمایا۔ سینکڑوں سال کی تاریخ غاروں کے حوالے سے بیان فرمادی گئی۔ وہ تاریخ جو لکھی گئی اور ان غاروں میں محفوظ کر دی گئی اس کا ذکر فرمایا گیا اور کہا دیکھو کتنے عظیم بندے تھے عیسیٰ کے ماننے والے، جو اسے پوجتے نہیں تھے جو اس کی طرح خدائے واحد کو پوجتے تھے اور جس طرح خدائے واحد کی خاطر عیسیٰ نے اپنی زندگی تمام عمر مصیبتوں میں مبتلا کر دی، مصیبتوں میں جھونک دی اسی طرح ان پاک بندوں نے اپنے آقا کی غلامی کا سچا حق ادا کیا اور سطح زمین کی لذتوں کو چھوڑ کر غاروں میں چلے گئے۔ ان کا ذکر کیوں نہیں کرتے، وہ آپ ذکر کریں تو پھر آپس میں مدمقابل دو کیمپوں کی سی کیفیت نہیں ہوگی بلکہ آپ ان کے ساتھ چل کر ان کے پاک ماضی کا ذکر کرتے ہوئے انہیں پاک مستقبل کی طرف دعوت دینے کی کوشش کریں گے۔ اور یہ ایک نہایت ہی حکیمانہ طریق ہے جو محبت کے ساتھ بغیر کسی جھگڑے کو طول دیئے انسان کے دل میں راہ پا جاتا ہے۔ یہ وہ طریق ہے جو دل سے نکلتا ہے اور دل تک راہ پاتا ہے۔

پس سب سے پہلے سچی ہمدردی اور پیار کے ساتھ خود اپنے دل کو متاثر کریں اور غور کریں کہ آپ کون ہیں، کیا ہیں کیا یہ واقعی سچ ہے کہ اگر یہ لوگ انذار کی طرف جا رہے ہیں تو آپ کے لئے خوشخبریاں مقدر ہیں اگر خوشخبریاں مقدر ہیں اور آپ کو یقین ہے اور ہونا چاہئے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جتنی نیک خبریں جماعت احمدیہ کو دی تھیں اب ہم اس دور میں بڑی تیزی سے داخل ہو رہے ہیں جبکہ وہ خبریں پہلے سے بڑھ کر شان کے ساتھ نمایاں طور پر چاند سورج کی طرح روشن ہو کر ہمارے سامنے ظاہر ہو رہی ہیں۔ اس دور میں داخل ہونے کے بعد کیا آپ کو خوشخبریوں پر یقین نہیں۔ اگر ہے تو پھر ان خوشخبریوں کے مزے کیسے لوٹیں گے جبکہ آپ کا سارا ماحول ہلاک ہو رہا ہوگا۔ ایک انسان جسے نعمتیں میسر ہوں وہ کیا بھوکوں میں بیٹھ کے بھی اکیلا ان نعمتوں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ پس پھر وہی دل کی بات ہے، انسانی قدروں کی بات ہے اگر آپ کے دل میں حقیقت میں انسانیت سے تعلق ہو تو ان کے غم کی خبر آپ کو بے چین کر دے گی تاکہ ان کو غم سے بچانے کی کوشش کریں اور اپنی خوشیوں کا خیال آپ کو اور زیادہ انگیخت کرے گا کہ اپنے ساتھ کچھ اچھے خوشیوں میں شامل لوگ تو پیدا کر لیں ورنہ وہ نعمت کیا نعمت ہوگی جب کہ ارد گرد لوگ بھوکوں مر رہے ہوں اور ایک انسان بیٹھا اکیلا ان نعمتوں سے استفادہ کر رہا ہو۔

آپ میں سے ہر ایک کو مبلغ بننا ہوگا۔ چھوٹے بڑے، بوڑھے جوان، مرد عورت، ہر ایک کو اپنے دائرے میں تبلیغ کرنی ہوگی۔

جماعت احمدیہ کو تو اللہ تعالیٰ نے ایک گداختہ دل عطا فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ مجھے بعض دفعہ دنیا کے کونے کونے سے جو خط ملتے ہیں ان میں یہ ذکر ملتا ہے کہ آپ نے جب بوسنیا کے مظلومین کا ذکر کیا، ان کے مظلوم فاقہ کشوں کا ذکر کیا تو کچھ دیر کے لئے تو ہمیں کھانے کی لذتیں بھول گئیں۔ ہماری زندگی کے سکون حرام ہو گئے بعض کہتے ہیں ہم نے رو رو کر ان کے لئے دعائیں کیں اور دل چاہا کہ جو کچھ ہے ہم قربان کر دیں ایک احمدی خاتون میرے پاس آئی۔ اس نے کہا یہ میرا سر سے پاؤں تک کا سارا زیور یہ میری مظلوم بوسنیا کی بہنوں کے لئے وقف ہے۔ میں نے کوشش کی کہ کچھ تو اس کو واپس کر دوں تو رو پڑی کہ مجھے یہی ڈر تھا خدا کے لئے اگر آپ میری خوشی دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک ذرہ بھی اس کا واپس نہ کریں تمام تر لے لیں میں ننگے بدن زیوروں کے بغیر زیادہ اچھی ہوں، کیونکہ مجھے زیادہ سکون مل رہا ہے اس خیال سے کہ یہ میری مظلوم بہنوں کے کام آئے گا۔ یہ دل گداختہ ہے جسے خدا نے احمدیت کو عطا فرمایا ہے یہ دل اگر کسی سینے میں نہیں ہے تو وہ احمدی کی حقیقت سے نا آشنا ہے۔ اس کو معلوم نہیں کہ احمدیت اس کے لئے کیا کیا لذتیں رکھتی ہے احمدیت کا غم چونکہ لوگوں کی بھلائی کا غم ہے یہ غم بھی لذیذ ہے اس غم کا بھی ایک الگ مزہ ہے جو دنیا کے غموں سے مختلف ہے اور احمدیت کی خوشیاں بھی دنیا سے الگ ہیں کیونکہ اپنے بھائی کو اپنی خوشیوں میں شریک کر کے آپ زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ یہی وہ دو چیزیں ہیں جو تبلیغ میں آپ کی مد ہو سکتی ہیں آپ کے لئے کار آمد ہو سکتی ہیں اس کے بغیر آپ کیسے تبلیغ کریں گے۔

مجھے نارتھ امریکہ کے دونوں ملکوں سے شکوہ ہے کہ یہاں تبلیغ کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جا رہی، ہے تو انفرادی ہے۔ کہیں اتفاق سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی سعادت مند دل ہے جو اتفاق سے پیدا ہو گیا ہے۔ دیکھیں صحراؤں میں بھی تو نخلستان ملتے ہیں سارے کا سارا صحرا تو ویرانہ نہیں ہوا کرتا۔ تو انسانوں میں بھی نخلستان ہیں جو کوششوں کے نتیجے سے پیدا نہیں ہوتے۔ کسی قومی کوشش یا سائنسی آلات کے استعمال سے وہ نہیں ہوا کرتے۔ یہ اللہ کے احسان کی چھینٹیں ہیں جن سے دنیا کا ہر خطہ کسی نہ کسی رنگ میں فائدہ اٹھاتا ہے۔ قوموں میں بھی اسی طرح اچھے لوگ ہیں عیسائیت میں بھی ہیں یہودیت میں بھی ہیں مشرکوں میں بھی ایسے اچھے نیک دل لوگ مل جاتے ہیں تو احمدیت میں تو زیادہ ملنے چاہئیں اور ملتے ہیں۔ ایسے لوگ ہیں جو اپنے آپ کو وقف کئے ہوئے ہیں تبلیغ کے لئے اور انہی کا کھایا انہی کی کمائی آپ سب مل کر کھاتے اور اپنی طرف سے فخر سے کہتے ہیں کہ اس سال کینیڈا کو دو سو بنانے کی توفیق ملی اور اس سال تین سو بنانے کی توفیق ملی اور چار سو غیر مسلموں کو مسلمان کرنے کی توفیق ملی حالانکہ آپ میں سے اکثریت ایسی ہے جن کا کوئی بھی اس میں کام نہیں تھا۔ گنتی کے پانچ، دس، پندرہ ہوں گے جن

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
Muslim TV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA

VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.

S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

کی محنتوں کا یہ پھل ہے اور بڑے فخر سے ہم کہہ کر اس میں شامل ہو رہے ہیں۔ بھئی ہم تو ہیں لیکن ہم نے کام کیوں نہ کیا مل کے۔ محنت کی دفعہ وہ الگ ہوگئے اور آپ الگ رہے اور جب پھل بانٹنے کا وقت آیا تو ہم کہہ کر سارے شامل ہوگئے یہ تو جائز بات نہیں۔ آپ میں سے ہر ایک کو مبلغ بننا ہوگا۔ چھوٹے بڑے، بوڑھے جوان، مرد عورت، ہر ایک کو اپنے دائرے میں تبلیغ کرنی ہوگی اور جنہوں نے ایسا شروع کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑے پھل عطا کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ حیرت انگیز پاک تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ عالم احمدیت جاگ اٹھا ہے اور جاگنے کے وقت کی سنسناہٹ کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔ جس طرح صبح جاگتی ہے تو رات کی خاموشیاں ایک عجیب قسم کی بھناہٹ میں تبدیل ہو جاتی ہیں اس طرح کل عالم احمدیت میں ایک منظر ہے ہر طرف جاگ ہو رہی ہے اٹھ رہے ہیں جیسے صبح سویرے ہل لے کر زمیندار ہلوں کی طرف چل پڑتے ہیں کام کرنے والے اپنے ہتھیار لے کر کاموں کی طرف چل پڑتے ہیں ویسا ہی منظر دنیائے احمدیت میں دکھائی دے رہا ہے۔ یہاں کیوں دکھائی نہ دے۔ نارتھ امریکہ کے ملکوں کا کیا قصور ہے کہ یہاں خدا کی وہ رحمتیں نازل نہ ہوں۔ اس لئے اپنے دلوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کریں اور اس جذبے کو اپنے دل میں جاگزیں کرلیں۔ اپنی زندگی کا مقصد بنالیں۔ جن مقاصد کو لے کر آپ دنیا کماتے ہیں وہ ایسے مقاصد ہیں جو آپ کی ساری زندگی پر قابض ہو جایا کرتے ہیں۔ ہر نقصان آپ کو تکلیف دیتا ہے ہر فائدے کی خوشی ہوتی ہے اور جب تک ان مقاصد کو آپ حاصل نہ کرلیں آپ چین سے بیٹھ ہی نہیں سکتے یہ اپنائیت پیدا کریں خدا کے پیغام سے۔ اور جیسا کہ میں نے بار بار آپ کو سمجھانے کی کوشش کی ہے یہ اپنائیت یقین کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی۔ انذار کا یقین کہ لازماً خدا نے جو خبریں انذار یعنی ڈرانے کے طور پر خدا کے رستے سے ہٹنے والوں کے لئے دی ہیں وہ سچی ہیں، ضرور پوری ہوں گی۔ اور تبشیر اور بشارت کا یقین کہ اللہ تعالیٰ اپنے ان پاک بندوں پر ضرور رحمتیں نازل فرمائے گا جو ان قوموں کو بچانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیتے ہیں۔ یہ دو باتیں ہیں جو آپ میں قوت عمل پیدا کریں گی اور اسلوب تبلیغ کا خدا نے خود ہی بتا دیا ہے۔ ہمدردی اور پیار سے بات کرو، دلیلیں تو بعد کی باتیں ہیں۔ انسان کی نظر سچے دل کے اوپر پڑا کرتی ہے اور میں نے بارہا اسلام قبول کرنے والوں یا غیر احمدیوں میں سے احمدی ہونے والوں سے سوال کئے ہیں اور اکثر میں ان سے پوچھتا ہوں جب ملتے ہیں کہ تمہیں کس بات نے متاثر کیا۔ یہ جواب اکثر کا ہے کہ ہمارا فلاں دوست تھا وہ دل کا سچا تھا، اس کے اندر گہرے اخلاق تھے، اس کے اندر سچا پیار تھا اور قربانی کا جذبہ تھا اور اس نے ہمیں متاثر کیا اور پیغام بعد میں آیا ہے۔ تو اصل حقیقت یہ ہے کہ پیغام خواہ کیسا ہی سچا ہو، کتنی ہی اس میں دل جیتنے اور عقلوں کو قائل کرنے کا مادہ موجود ہو تب تک موثر نہیں ہو سکتا جب تک کہ پیغام پیش کرنے والا اپنے حسن کے ٹرے میں، مجمع میں سجا کر اسے پیش نہ کرے۔ دیکھو اچھی چیزیں بھی اگر برے طریق پر پیش کی جائیں تو انسان اس کو رد کر دیتا ہے۔ کسی گندے اور غلیظ برتنوں میں آپ اچھے سے اچھا کھانا پیش کریں لوگ اس کو حرص کی نظر سے تو کیا دیکھنا نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے ٹھوکر مار کر اسے توڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کبھی کسی غلیظ گندے برتن میں آپ کو خدانخواستہ اگر کھانا پیش کیا جائے تو سوچیں آپ کے دل کی کیا کیفیت ہوگی۔ مگر بعض لوگ سلیقے سے بات کرتے ہیں، سلیقے سے چیز پیش کرتے ہیں وہ معمولی غریبانہ کھانا جسے دال روٹی کہا جاتا ہے وہ بھی پیار، محبت کے ساتھ، سلیقے کے ساتھ، طشتری میں سجا کر آپ کے سامنے رکھیں تو آپ اسی محبت اور پیار سے کھائیں گے خواہ آپ کو بھوک نہ بھی ہو تو دو نوالے لے لیں گے۔

> اپنے دلوں کی حالتوں کو تبدیل کریں اور زرخیز زمینیں بنائیں تاکہ کل عالم پر جو خدا کے فضل کی برساتی اور نمو دینے والی ہوائیں چلائی جارہی ہیں ان سے آپ بھی فیض پائیں اور آپ کے ارد گرد بسنے والے بھی فیض پائیں۔

تو تبلیغ کا ڈھنگ یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ کا دل پیدا کریں۔ اور جتنے احمدی کامیاب مبلغ ہیں سب اسی دل کے فیض سے تبلیغ کرتے ہیں۔ سچا پیار بنی نوع انسان سے ہو ان کے غم کو اپنا غم بنائیں ان کی فکروں کو اپنی فکر بنالیں، ان کے بدانجام پر نظر رکھتے ہوئے ان کو بچانے کی کوشش کریں، اس کے سوا اور کوئی تبلیغ کا رستہ نہیں اور وہ خوشیاں جن کے وعدے آپ کو دیئے گئے ہیں سوچیں کہ ان لوگوں کے جو آپ کے ماحول میں بستے ہیں ان کے ہلاک ہونے کے نتیجے میں آپ کیسے خوش ہوں گے۔ پس سچی انسانیت کے بغیر کوئی کام ممکن نہیں۔ تبلیغ کے لئے سچی گہری انسانیت کی ضرورت ہے خدا کی طرف سے پاک ہوائیں چلائی جارہی ہیں کل عالم میں چلائی جارہی ہیں۔ آپ پر سے بھی یہ ہوائیں گذر رہی ہیں لیکن یہ ہوائیں جہاں فیض برساتی ہیں اگر وہاں ریگستان ہو تو کچھ ان حصوں پر ضرور فیض برسا جاتی ہیں جو خدا کے فضل کے ساتھ اگانے کی صلاحیت رکھتے ہیں ورنہ ریگستان پھر ریگستان ہی رہتا ہے۔

> تبلیغ کا ڈھنگ یہ ہے کہ حضرت محمدؐ رسول اللہ کا دل پیدا کریں۔ اور جتنے احمدی کامیاب مبلغ ہیں سب اسی دل کے فیض سے تبلیغ کرتے ہیں۔

پس اپنے دلوں کی حالتوں کو تبدیل کریں اور زرخیز زمینیں بنائیں تاکہ کل عالم پر جو خدا کے فضل کی برساتی اور نمو دینے والی ہوائیں چلائی جارہی ہیں ان سے آپ بھی فیض پائیں اور آپ کے ارد گرد بسنے والے بھی فیض پائیں۔ ان قوموں میں آپ غریب ملکوں سے آئے ہیں، ان سے استفادہ کرتے ہوئے یہ بھی تو خیال کریں کہ آپ پر فرض ہے کہ ان کو کچھ فیض پہنچائیں۔ یکطرفہ فیض ان سے لیتے چلے جائیں اور جھوٹے شکوے کریں کہ ان لوگوں میں "ریس ازم" پایا جاتا ہے، یہ ہمیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ جھوٹے شکوے اس لئے ہیں کہ اگر آپ اس فیض کے بدلے ان کو فیض نہیں پہنچاتے تو پھر واقعتہً آپ کو یہاں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ پس احمدیت تو فیض سے مالا مال ہے دنیاوی فیض ان سے حاصل کریں اس سے بہت بہتر روحانی فیض ان کو پہنچائیں۔ اور آپ میں سے ہر ایک اپنے آپ کو اس کے لئے وقف کر دے جب تک آپ صاحب اولاد نہ ہوں، آپ میں سے ہر ایک میرا مخاطب ہے۔ اس وقت تک لوگوں کے صاحب اولاد سے آپ کیسے خوشیوں کے جشن منائیں گے۔ وہ مائیں جو اولاد سے محروم رہتی ہیں ان کی بہنوں، ان کے بھائیوں، ان کے عزیزوں کے ہاں جب پیدائش کے بعد پیدائش ہوتی ہے، خوش تو ہوتی ہیں مگر روتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ، ان کے دل غمگین ہوتے ہیں اور علیحدگی میں سجدہ ریز ہو کر اللہ کے حضور گریہ و زاری کرتی ہیں کہ اے خدا ہمیں کیوں اس خوشی سے محروم رکھا ہے۔ تو دنیائے احمدیت پر نظر ڈال کر ان کے ہاں جو روحانی پیدائشیں ہو رہی ہیں ان کو بھی اس سچی آنکھ سے دیکھیں اور اگر آپ اس روحانی پیدائش سے محروم ہیں تو اسی طرح خدا کے حضور سجدہ ریز ہوں کہ جس طرح ہمارے دوسرے بھائیوں کو روحانی اولاد سے متمتع فرما رہا ہے کچھ رحم و کرم کی چھینٹیں ہم پر بھی ہوں۔ اس سچے دل اور نیک دعاؤں کے ساتھ اگر آپ کام کریں گے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ انقلاب یہاں بھی ضرور برپا ہوگا اور دیکھتے دیکھتے آپ کی کایا پلٹ جائے گی اور آپ کا ماحول بدلنا شروع ہو جائے گا۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

اب چونکہ اس ہال کا وقت جو جس وقت کے لئے لیا گیا تھا ختم ہو رہا ہے آپ نے سفر پر بھی جانا ہے اس لئے میں اس خطبے کو ختم کرتا ہوں اس امید پر کہ میرے دل کی باتیں جو دل سے اٹھی ہیں آپ کے دل میں جاگزیں ہوں گی اور اثر دکھائیں گی۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

> "اے عزیزو! خدا سے مت لڑو کہ لڑائی میں تم ہرگز فتحیاب نہیں ہو سکتے۔ خدا کسی قوم پر ایسے سخت عذاب نازل نہیں کرتا اور نہ کبھی اس نے کئے جب تک اس قوم میں اس کی طرف سے کوئی رسول نہ آیا ہو۔ یعنی جب تک اس کا بھیجا ہوا ان پر ظاہر نہ ہوا ہو۔ سو تم خدا کے قانون قدیم سے فائدہ اٹھاؤ اور تلاش کرو کہ وہ کون ہے جس کے لئے تمہاری آنکھوں کے روبرو آسمان پر رمضان کے مہینہ میں کسوف و خسوف ہوا اور زمین پر طاعون پھیلی اور زلزلے آئے اور پیش گوئیاں قبل از وقت کس نے تم کو سنائیں اور کس نے یہ دعویٰ کیا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس شخص کو تلاش کرو کہ وہ تم میں موجود ہے اور وہ یہی ہے کہ جو بول رہا ہے"۔
>
> (تجلیات الٰہیہ)

MOST COMPETITIVE PRICES
IN WORLD WIDE FREIGHT
FORWARDING & TRAVEL
ARIEL ENTERPRISES
26 LEGRACE AVENUE,
HOUNSLOW,
MIDDLESEX TW4 7RS
PHONE 081 564 9091
FAX 081 759 8822

TO ADVERTISE IN THE
AL FAZL INTERNATIONAL
PLEASE CONTACT
NOMAN OSMAN MEMON
081 874 8902/ 081 875 1285
OR FAX YOUR ADVERT FOR
A QUOTE ON 081 875 0249

موم کے شہر کی کہانی

(محمود احمد اشرف)

(یہ مضمون Frank Stuart کی کتاب City of the Bees سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے شہد کی جنگلی مکھیوں کی کہانی بہت ہی دلکش انداز میں بیان کی ہے)۔

شاہ بلوط کے درخت کے تنے کے اندر ایک شہر آباد ہے۔ اس میں تقریباً ساٹھ ہزار ایسے مکین رہتے ہیں جن کے جسموں پر پر ہیں۔ یہ ایک ایسا گھر ہے جہاں دن کے وقت سنہری روشنی بکھری رہتی ہے۔ تنے کے کھوکھلے حصہ میں جانے کے لئے ایک سوراخ ہے۔ جسے اس گھر کا مین گیٹ کہا جاسکتا ہے۔ سورج کی روشنی اسی سوراخ سے اندر آتی ہے۔ نیز تنے میں باریک باریک درزیں بھی ہیں جن کی موٹائی چاقو کی دھار کے برابر ہے۔ کچھ روشنی ان میں سے اندر آتی ہے۔ اور یہ درزیں ایک ایسی گوند سے بھری ہوئی ہیں جو اتنی شفاف ہے کہ روشنی اس میں سے گزر سکتی ہے۔ یہ گوند مکھیوں نے مختلف درختوں وغیرہ سے اکٹھی کی ہوئی ہے۔ اور ایسی سخت ہوتی ہے کہ لگتا ہے کہ جیسے دھندلا شیشہ ہے جو ان میں پگھلا کر بھر دیا گیا ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ جب روشنی کی کرنیں ایک خاص زاویہ سے درخت کے تنے پر پڑتی ہیں تو اپنے سات رنگوں میں بکھر جاتی ہیں جیسے روشنی منشور سے گزر کر رنگوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ ایسا ہمیشہ نہیں ہوتا بلکہ بہت زیادہ بارش کے بعد ہوتا ہے۔ مگر بہرحال شہد کی مکھیوں کے شہر کے عجائبات میں سے ایک عجوبہ ہے۔

ہم جس شہر کا ذکر کر رہے ہیں یہ کوئی عام شہر نہیں ہے۔ انسان ابھی تک اپنے شہروں کو ایئرکنڈیشن نہیں کر سکا ہے لیکن دیکھئے کہ شہد کی مکھیاں اپنے اس شہر میں نہ صرف درجہ حرارت کو کم و بیش کر سکتی ہیں بلکہ نمی کو بھی کم یا زیادہ کرنے پر قدرت رکھتی ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہ اس شہر کے سنہرے راستوں پر جو ہوائیں چلتی ہیں، انہیں بھی کم یا زیادہ کرتی رہتی ہیں۔ شہر کے اندر داخل ہونے والے دروازوں پر ایسے دربان کھڑے ہوتے ہیں جن کام پنکھا جھلنا ہوتا ہے۔ یہ اپنے پروں کو اتنی تیزی سے حرکت دیتے ہیں کہ پر دکھائی نہیں دیتے۔ شہر کے باہر کی دنیا میں سورج کی تمازت سے خواہ گھاس جھلس جائے یا اتنی برف پڑ رہی ہو کہ پتے کٹ جائیں مگر شہر کے اندر درجہ حرارت ہمیشہ یکساں رہتا ہے۔ ہوا ہمیشہ تازہ رہتی ہے۔ اور ہزاروں پھولوں سے حاصل کئے ہوئے شہد کی خوشبو سے فضا مہکتی رہتی ہے۔

ہزاروں بار مکھیاں آتی اور جاتی ہیں اور یہ آمد و رفت ہمیشہ بڑھتی رہتی ہے مگر کوئی گندگی اور کوئی فاضل مادہ باقی نہیں رہ سکتا۔ شب و روز بے حد سرگرمی کے ساتھ اس قدر کام ہوتا ہے کہ کوئی انسانی منصوبہ اس کی برابری نہیں کر سکتا ہے۔ یہ چھوٹے چھوٹے پروں والی مخلوق بے حساب وزن ایک جگہ سے دوسری جگہ لے کر جاتی ہیں۔ درختوں پودوں سے پولن Pollen لاتی ہیں، انڈوں سے بچے نکالتی ہیں، شہد تیار کرتی ہیں، پھر عام مکھیوں اور پتنگوں وغیرہ سے خون ریز لڑائیاں ہوتی ہیں جس میں سر، پر، بازوں کٹ کٹ کر گرتے ہیں مگر صفائی کا ایسا انتظام ہے کہ کوئی گند باقی نہیں رہنے دیا جاتا۔

شہد کی مکھیوں کے ایسے گھر بلند جگہوں پر بھی ہیں اور نشیبی جگہوں پر بھی ہوتے ہیں۔ درختوں پر بھی دکھائی دیتے ہیں اور غاروں کے اندر بھی موجود ہوتے ہیں۔ موم کے یہ سب شہر قابل دید ہوتے ہیں۔ یہ شہر کیا ایک دنیا ہوتے ہیں۔ ہر شہر اپنی ایک خاص نسل کے لئے مخصوص ہوتا ہے۔

جب شہد کی مکھی ہوا میں اڑتی ہے تو اس کے پر ایک منٹ میں ساٹھ ہزار مرتبہ پھڑپھڑاتے ہیں۔ اڑتے ہوئے مکھی کی گردن اور پیٹ کے درمیانی حصہ میں ہوا بھر جاتی ہے جس سے مکھی کو ہوا میں بلند ہونے میں مدد ملتی ہے۔ جہاں تک اس کی پرواز کی رفتار کا تعلق ہے تو یہ ۲۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کرتی ہے۔ اور یہ بھی صلاحیت رکھتی ہے کہ اتنی تیز رفتار سے اڑتے اڑتے اچانک رک بھی سکتی ہے۔ اور اسی طرح بہت تیز رفتاری سے اوپر کی جانب بلند بھی ہو سکتی ہے۔ وقفہ کے بغیر سات میل تک مسلسل اڑنے کی طاقت رکھتی ہے۔ مکھی جس فضا میں اڑتی ہے وہ مکھی کے لئے اتنی خوبصورت ہوتی ہے کہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم تو صرف دو آنکھوں سے دیکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں مگر شہد کی مکھی کو قدرت نے پانچ آنکھیں عطا کر رکھی ہیں۔ مزید یہ کہ یہ آنکھیں اپنی حیران کن بناوٹ کے لحاظ سے اور دیکھنے کی غیر معمولی طاقت کے لحاظ سے ایک اعجاز ہوتی ہیں۔ تین آنکھیں تو سر کی چوٹی پر ہوتی ہیں اور دو آنکھیں اسی نسبتی پوزیشن پر ہوتی ہیں جس طرح انسان کی ہوتی ہیں۔ ان دو میں سے ہر آنکھ میں چھ ہزار عدسے ہوتے ہیں۔ چنانچہ جو رنگ مکھی کو نظر آتے ہونگے انسان ان کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ شہد کی مکھی کی خوشبوؤں کی دنیا بھی ہمارے ہر تصور سے بالا ہے۔ اس کے انٹینا میں پانچ ہزار باریک باریک سوراخ ہوتے ہیں جو سونگھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے اسے عطا کر رکھے ہیں۔ انسان کی قوت شامہ اس کے بالمقابل بہت محدود ہے لیکن یہ مکھی اس قدر تیز حس رکھتی ہے کہ مثلاً ایک سیب کی خوشبو آدھے میل سے سونگھ لیتی ہے۔

قدرت کی دی ہوئی ان تمام حیرت انگیز طاقتوں کے ساتھ اپنے مشن کی تکمیل کے عزم سے سرشار یہ مکھی اونچی نیچی وادیوں میں درختوں اور پودوں پر اپنا سفر جاری رکھتی ہیں۔

درختوں اور پودوں پر شگوفے اور کلیاں کھلتی ہیں تو یہ سنہری رنگ کے پولن سے بوجھل ہوتی ہیں۔ ہوائیں چلتی ہیں تو یہ پولن اور اس کی خوشبو فضا میں چار سو بکھر جاتی ہے۔ یہ دھیمی دھیمی خوشبو انسان کو بھی بہت بھلی لگتی ہے مگر شہد کی مکھی کے لئے تو یہ گویا زندگی کا سانس ہوتی ہے۔ اس پولن کو ہم مکھی کی اہم غذا بھی کہہ سکتے ہیں۔

شہد کی مکھی جب ان شگوفوں سے جا کر لپٹ جاتی ہے تو پولن کے ہزاروں ذرات ادھر ادھر بکھر جاتے ہیں۔ اس کی پچھلی دو ٹانگوں میں پولن اکٹھا کرنے کے لئے دو چھوٹی چھوٹی ٹوکریاں ہوتی ہیں۔ ان ٹوکریوں کے گرد بال ہوتے ہیں جو ان کی حفاظت کرتے ہیں اور انہیں وہاں قدرت نے اس طرح رکھا ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ بوجھ ان میں اٹھایا جاسکے مگر مکھی کی پرواز میں اس وزن کے باعث کوئی کمی پیدا نہ ہو۔ مکھی پولن کے باریک باریک دانوں کو پکڑ کر اتنی تیزی سے ان ٹوکریوں میں بھرتی ہے کہ اس کی حرکت کا ساتھ انسانی آنکھ بمشکل دے سکتی ہے۔

یہ پولن سے بھرے ہوئے پودے کو تلاش کرنے والی پہلی مکھی تھی۔ جب یہ پولن لے کر سیدھی اپنے گھر واپس آتی ہے تو دو پہرے دار مکھیاں اس کا راستہ روک کر کھڑی ہو جاتی ہیں۔ مگر جب یہ پہرے دار جائزہ لے لیتے ہیں کہ یہ کوئی اجنبی نہیں بلکہ گھر والی ہے اور پولن لائی ہے تو پھر اسے اندر آنے دیا جاتا ہے۔ چھتے کے اندر پہنچ کر یہ پولن کو ٹوکریوں سے نکالنا شروع کرتی ہے اور ابھی شاید پورا پولن اتارا بھی نہیں ہوتا کہ خوشی سے ناچنے لگتی ہے۔ اس کے اس بے تابانہ رقص سے پولن کی خوشبو سارے شہر میں چار سو پھیل جاتی ہے۔ اور یوں یہ مکھی موسم بہار اور نئی زندگی کا پہلا پیامبر بن جاتی ہے۔ اپنے اپنے کاموں میں مصروف مکھیاں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اس مکھی کو دیکھتی ہیں اور نئے پولن کی طرف دوڑتی ہیں اور یوں چند لمحوں میں شہر بھر میں ایک ہلچل مچ جاتی ہے۔ غذا اکٹھی کرنے والی کچھ اور مکھیاں سیدھی اس دور کے درخت پر جاتی ہیں اور وہاں سے کچھ اور پولن لاتی ہیں اور پھر یہ بھی خوشی سے رقص کرنے لگتی ہیں۔ اور یہ بھی بتاتی ہیں کہ وہ پولن کہاں سے لے کر آئی ہیں۔ اور پھر تو مکھیاں قافلہ در قافلہ سورج کی سنہری کرنوں سے روشن فضا کو چیرتے ہوئے اسی درخت کی جانب محو پرواز ہو جاتی ہیں۔ ہر مکھی جس پولن سے لدی ہوئی آتی ہے تو وہ اس "سیل" یا خانے کے قریب کے خانے میں جاتی ہے جہاں پہلے پولن ذخیرہ کیا گیا تھا۔ اور ہر مکھی اپنی خوشی کا اظہار ویسے ہی ناچ کر کرتی ہے جیسے پہلی مکھی نے کیا تھا۔ اور یوں ایک گھنٹہ کے اندر اندر یہ رقص اپنے عروج پر پہنچ جاتا ہے۔ مکھیاں گروہ در گروہ ناچتی ہیں اور شاہ بلوط کے درخت کے تنے کے اندر سے مکھیوں کی عجیب پر مسرت بھنبھناہٹ کی آوازیں آنے لگتی ہیں۔ اور یہ آوازیں انسانی کان کے لئے بہت ناقابل فراموش ہوتی ہیں۔ اس ہنگامہ میں صرف دروازے پر کھڑے دربان ہوتے ہیں جن کا موڈ خراب رہتا ہے اور وہ غصے سے دانت پیستے رہتے ہیں کیونکہ مکھیوں کی بہت زیادہ آمد و رفت سے انہیں بھی بہت مصروف رہنا پڑتا ہے۔ اسی طرح غیر معمولی نقل و حمل کے باعث مکھیوں کے اس شہر کا درجہ حرارت بھی بڑھ جاتا ہے چنانچہ پنکھا جھلنے والوں کو بھی درجہ حرارت کو معمول پر رکھنے کے لئے دگنا کام کرنا پڑتا ہے۔

باہر اب ہوا میں نمی بڑھنے لگی ہے۔ کچھ ہی دیر میں گرج چمک کے ساتھ بارش شروع ہو گئی ہے۔ اس دوران مکھیاں دبک کر بیٹھ جاتی ہیں اور اس وقت تک یونہی بیٹھی رہتی ہیں جب تک کہ بارش تھم نہ جائے اور بجلی کی چمک افق کے پار نہ چلی جائے۔ سورج کسی افق سے بادلوں کی اوٹ سے چہرہ دکھاتا ہے تو آسمان پر قوس قزح کے رنگ بکھر جاتے ہیں ایسا ہوتا ہے تو مکھیاں درخت کے تنے کے سوراخ سے نکل کر باہر تنے پر آ جاتی ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے اس حسین منظر کو دیکھنے کی خواہش نے انہیں باہر آنے پر مجبور کر دیا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ اب مکھیاں بالکل خاموش ہوتی ہیں۔ جیسے اس منظر کو دیکھ کر محو حیرت ہیں۔ آہستہ آہستہ یہ منظر دھندلانے لگتا ہے۔ سرمئی بادلوں کے اندر سے نیا آسمان جھانکنے لگتا ہے۔ تو مکھیاں بھی اندر اپنے گھر واپس جانے لگتی ہیں۔ اندر پھر وہی مصروفیات ہیں مگر اب شدت ذرا کم ہوتی ہے جیسے جیسے شام کے سائے مٹنے لگتے ہیں اندر سے آنے والی بھنبھناہٹ بھی خاموش ہونے لگتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ قوس قزح کے حسین رنگ مکھیوں کو باہر آنے پر مجبور کرتے ہیں؟ کیا مکھیوں کی رنگوں کو دیکھنے کی غیر معمولی طاقت اس منظر کو ان کے لئے بے حد دلربا بنا دیتی ہے۔ یہ ایک راز ہے جس کا منکشف ہونا ابھی باقی ہے۔

شہد کی مکھیاں ایک گروہ کی شکل میں ایک مخصوص جگہ پر اکٹھی ہیں۔ یہ جگہ قریباً ایک ہاتھ کے برابر ہے۔ یہ مکھیاں بے حد مصروف اور بے انتہا مشقت اٹھا رہی ہیں۔ جو کام یہ سرانجام دے رہی ہیں وہ اس قدر اہم اور تھکا دینے والا ہے کہ باقی سب مکھیوں کو ان کا احترام کرنا پڑتا ہے۔ عام کارکن مکھیوں کے لئے بھی اور سنتریوں یعنی دربان مکھیوں کے لئے بھی یہ جگہ بڑی محترم ہے۔ یہاں تک کہ ملکہ بھی یہاں پر نہیں مار سکتی۔

یہ مکھیاں یہاں موم تیار کر رہی ہیں۔ وہی موم جس کے بغیر مکھیوں کے اس شہر کی تعمیر ہی ممکن نہیں ہے۔ موم تیار کرنے کی صلاحیت بھی صرف انہی مکھیوں میں پائی جاتی ہے۔ یہ کام اتنا کٹھن ہے کہ بعض مکھیاں اس کے دوران موت کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اس کام میں تیاری کے لئے انہیں بہترین شہد پہلے خود کھانا پڑتا ہے۔ ایک پاؤنڈ موم کے لئے چھ سے بارہ بلکہ پندرہ پاؤنڈ تک شہد مکھیاں کھاتی ہیں۔ پھر یہ مکھیاں گھنٹوں باہم پیوستہ ہو کر ایک دوسرے کو دبائے رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ اس گروہ کا درجہ حرارت باقی شہر کے درجہ حرارت سے کہیں زیادہ بلند ہو جاتا ہے۔ ہر مکھی کے پیٹ کے قریب بہت حساس جھلی ہوتی ہے جو موم پیدا کرتی ہے۔ اور ان جھلیوں کی حفاظت کے لئے ان پر باریک پلیٹیں لگی ہوتی ہیں۔ جب یہ پلیٹیں اوپر نیچے حرکت کرنا شروع کرتی ہیں تو لہروں کی شکل میں یہ حرکت نظر آتی ہے اور آخر یہ لہریں خوشی کی لہر میں بدل جاتی ہیں کیونکہ اب مکھیوں نے نیم شفاف پیلے رنگ کے موم کے قطرے پیدا کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ یہ قطرے اتنے چھوٹے ہوتے ہیں کہ سو قطروں کا وزن گندم کے ایک دانے سے بھی کم رہتا ہے۔

تھوڑی دیر بعد یہ مکھیاں موم کے شہر کی تعمیر کا آغاز کر دیتی ہیں اور اس کے لئے یہی موم استعمال کرتی ہیں جو انہوں نے خود تیار کیا تھا۔ پہلے شہد کے چھتے کا ایک درمیانی کالم تیار کرتی ہیں پھر اس کے دونوں طرف سیل یا خانے بنانے شروع کر دیتی ہیں۔ یہ چھ اطراف رکھنے والا سیل صناعی کا ایک معجزہ ہے۔ ایک مربع انچ میں ۲۸ خانے آتے ہیں۔ ہر خانہ اپنی نرمی اور ملائمت میں لاجواب ہوتا ہے۔ دیکھنے میں ایسے لگتا ہے کہ باریک سنگ مرمر سے بنے ہوئے ہیں۔ کچھ خانے ایک ایسی جگہ پر بنائے جاتے ہیں جو ہر قسم کے خطرات سے محفوظ جگہ ہوتی ہے۔ اگر سردی پڑ رہی ہو تو یہ جگہ سب

CAN YOU SERIOUSLY AFFORD TO TRAVEL BY AIR WITHOUT FIRST CHECKING OUR PRICES? PHONE US FOR A QUOTE

ATLAS TRAVEL

THE TRAVEL AGENTS YOU CAN TRUST

061 795 3656

493, CHEETHAM HILL ROAD, MANCHESTER, M8 7HY

سے زیادہ گرم ہوگی۔ یہ محفوظ ترین مقام وہ ہے جہاں مستقبل کی ملکہ کے لئے سنہری گھر تعمیر کئے جاتے ہیں اس کی اندرونی جانب کی دیواریں بہت ہی ملائم ہوتی ہیں اور باہر کی طرف عجیب پراسرار باریک باریک خطوط کندہ ہوتے ہیں۔ جیسے ساٹن کا کپڑا ایک جانب سے ملائم اور دوسری جانب کچھ لائنیں اس پر ہوتی ہیں۔ سنہری گھر کی ان بیرونی لائنوں کو پراسرار کیوں کہا جارہا ہے اس کی تفصیل ہم ابھی بیان کریں گے۔

ان روشن سنہری دیواروں کے اندر ملکہ ایک انڈہ رکھے گی۔ یہ انڈہ دوسرے خانوں میں رکھے گئے انڈوں سے مختلف نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ اگر اس انڈے کو اس سنہری گھر سے نکال کر کسی عام خانے میں رکھ دیا جائے تو ۲۲ دنوں کے اندر ایک ایسی مادہ مکھی پیدا ہوگی جو انڈے دینے کی صلاحیت سے عاری ہوگی۔ لیکن یہی انڈہ جب سنہری گھر میں رکھا ہوگا تو اس سے سولہ دنوں میں ایک ایسی مکھی جنم لیتی ہے جو انڈے دینے کی صلاحیت کے اعتبار سے گویا ایک دیوی ہے۔ اور یہی مکھی مستقبل کی ملکہ بن سکتی ہے۔ اور یہ مکھی اس قدر طویل عمر پاتی ہے کہ اگر ہم مکھیوں کے پیمانے سے دیکھیں تو گویا یہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہتی ہے۔ اور اپنی اس عمر میں دس لاکھ سے زائد بچے پیدا کر سکتی ہے۔ اس حیرت انگیز مکھی کی پیدائش میں اس کو ملنے والی ایک خوراک کا بھی عمل دخل ہے۔ یہ عجیب خوراک شاہی غذا کہلا سکتی ہے۔ اس خوراک کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ جن انڈوں سے عام کارکن مکھیاں جنم لیتی ہیں ان میں سے کسی انڈے سے نکلنے والے لاروے کو تین دن تک یہ جادو کی خوراک کھلائیں تو جو مکھی نمودار ہوتی ہے وہ ملکہ ہوتی ہے۔ لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ لاروا تین دن سے زیادہ کا نہ ہو۔ دوسری اہم شرط یہ ہے کہ اس لاروے کو سنہری گھر میں ہی رکھا جائے۔ اور یاد رہے کہ یہ شاہی گھر وہی ہے جس کی اندرونی دیوار بے حد ملائم اور بیرونی طرف اس پر پراسرار قسم کے خطوط یا نقوش ثبت ہوتے ہیں۔

نئی ملکہ تخلیق کے مراحل سے تیزی سے گذر رہی ہے۔ چند گھنٹوں کے اندر اب یہ جنم لے چکی ہوگی۔ سنہری اور مدہم روشنی والے سب خانوں میں نئی زندگی اور اس کی نمو کے معجزات رونما ہو رہے ہیں۔ اب یہ شہر بھی بہت گنجان آباد ہو چلا ہے۔ چنانچہ آخر کار اب وہ وقت آن پہنچا ہے جب پرانی ملکہ کا دور ختم ہو جائے گا۔ یہ ملکہ نسلاً بعد نسل یہاں قیام پذیر رہی ہے۔ لیکن اب اسے جانا ہے اور اس کے ساتھ قریباً تیس ہزار مکھیاں جو کل آبادی کا نصف ہیں وہ بھی ایک نئے گھر کے لئے پرواز کر جائیں گی۔ یہ ملکہ مکھی جب اس شہر سے رخصت ہو رہی ہوتی ہے جہاں اس نے ایک عمر گزاری ہے تو اس کی گلیوں سے وہ آہستہ آہستہ گذرتی ہے۔ تب موم تیار کرنے والے سب کارکن اپنا اپنا کام فوراً چھوڑ کر قافلہ کو صدر دروازے تک الوداع کہنے جاتے ہیں۔ کوئی ایک موم تیار کرنے والا کارکن بھی پیچھے نہیں رہتا۔ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ کوئی دانائی اور عقل ان میں ضرور ایسی ہے جو ان کی رہنمائی کرتی ہے۔ اب ان جانے والوں کے سامنے نئے شہری آبادکاری کا سوال ہے۔ اور یہ نئی بستی پورے منصوبے کے ساتھ تعمیر ہوگی۔ سب سے پہلے نقشہ بنایا جاتا ہے۔ گھروں، دیواروں، غذا کو سٹور کرنے کی جگہوں غرضیکہ ہر چیز کی پہلے نشاندھی کی جاتی ہے۔

ادھر پرانے شہر میں جو کہ شاہ بلوط کے درخت کے تنے میں ہے اسی رات ایک نئی آواز سنائی دیتی ہے۔ پنکھا جھلنے والی مکھیاں جو بھنبھناہٹ مسلسل پیدا کر رہی ہوتی ہیں۔ یہ نئی آواز ان سے بہت اونچی اور تیز ہوتی ہے۔ اور جیسے ہی یہ آواز آتی ہے تو اس کے علاوہ باقی سب آوازیں بند ہو جاتی ہیں۔ اور مکھیاں بالکل بے حس و حرکت ہو جاتی ہیں۔ باہر چاند کی ٹھنڈی اور نرم روشنی بکھری پڑی ہے اور یہ مکھیاں دراصل اب محو انتظار ہیں۔ سنہری گھر میں سے نئی ملکہ کے نمودار ہونے کا وقت ہو چکا ہے۔ ان سب سنہری شاہی گھروں کے منہ پر باریک سا غلاف ہوتا ہے۔ اس سیل کو توڑتے ہوئے یہ ملکہ باہر آتی ہے۔ اور چند ہی لمحوں کے اندر یہ مکھی سنہری خانوں میں کہیں غائب ہو جاتی ہے۔ پھر یہ اپنا منہ شہد سے بھرے ہوئے ایک خانے میں ڈالتی ہے۔ اگلے ہی لمحے میں یہ تاج و تخت کی وارث بننے والی مکھی ایک خوفناک کام کرنے والی ہے۔ اور یوں لگتا ہے کہ یہ خود کو اس کام کے لئے تیار کر رہی ہے۔ دس منٹ کے بعد پھر وہ سر نکالتی ہے اور تیزی کے ساتھ بھاگتی ہے اور پھر وہی تیز آواز نکالتی ہے۔ اور ایک شاہی گھر کے پاس جاکر کھڑی ہو جاتی ہے۔ وہاں پہنچ کر اس گھر کے منہ پر جو غلاف ہے پہلے اس کو پھاڑتی ہے اور پھر اندر پہنچ کر اپنی زندہ بہن کا سر قلم کر دیتی ہے جو ابھی تخلیق کے مراحل میں ہے اور تھوڑی ہی دیر میں باہر آکر تخت و تاج کی وارث بن سکتی ہے۔ ہر شاہی گھر میں باری باری پہنچ کر یہ مکھی تمام شہزادیوں کے ساتھ یہی ظالمانہ سلوک کرتی ہے۔ یوں یہ مکھی اپنی پیدائش کے فوراً بعد اپنے ملکہ ہونے کے دعویٰ کو ثابت کرتی ہے۔ کوئی شہزادی زندہ ہی نہیں رہنے دیتی مبادا وہ اس کی مدمقابل اور رقیب بن سکے۔ اس قتل عام میں دوسری عام مکھیاں بھی شریک ہو جاتی ہیں۔ جب ملکہ مکھی ایک سنہری گھر میں ایک شہزادی کو قتل کرتی ہے تو کارکن مکھیاں تیزی کے ساتھ اندر جاکر اس گولڈن ٹیمپل کی دیواریں گرا دیتی ہیں اور مقتول مکھی کے جسم کو وہاں سے ہٹا دیتی ہیں۔ اس جگہ کو صاف اور ہموار کرتی جاتی ہیں۔ اب یہ ملکہ مکھی شہر میں چکر لگاتی ہے اور اس کے ہر کونے میں پہنچتی ہے۔ اور اس کا یہ گشت دن رات جاری رہتا ہے۔ آخر پر یہ مکھی گیٹ کی طرف رخ کرتی ہے اور وفور شوق سے فضا میں پرواز کر جاتی ہے۔ ملکہ کے تعاقب میں بہت سی نر مکھیاں بھی فضا میں بلند ہوتی ہیں۔ مگر ان میں سے محض چند کو زندگی کی نمو کے عمل میں شرکت کا موقع ملتا ہے۔ آخر اس رومانی سفر کے بعد ملکہ فضا سے زمین کی جانب رخ کرتی ہے۔ جب ملکہ اپنے شہر میں داخل ہونے لگتی ہے تو دربان مکھیاں اپنے انٹینا اٹھا کر شاہی آداب بجالاتی ہیں۔ ملکہ کی آمد کی خبر ملتے ہی سارے شہر میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ سب کارکن کام بند کر کے شہر کی گلیوں میں آجاتے ہیں۔ اور ایسا بے ہنگم شور اٹھتا ہے جیسے واقعی چھٹی گزارنے کے لئے شہر کا شہر ایک جگہ اُمڈ آیا ہو۔ یہ سب مکھیاں ناچتی گاتی ہوئی شہر سے باہر آکر اپنی نئی ملکہ کے گرد اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ اور پھر اسے کندھوں پر اٹھا کر بہت ہی نفاست کے ساتھ شہر میں لاتی ہیں۔ اب نئی ملکہ کا راج شروع ہو چکا ہے۔ وہ ملکہ جو اپنی عمر میں دس لاکھ سے زیادہ مکھیوں کو جنم دے گی اور اگر وہ چاہے تو اپنے جیسی اور دیویوں کو بھی پیدا کر دے۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ
۱۹ اگست و ۲۶ ستمبر ۱۹۹۴ء)

سیرت المہدیؑ کا ایک ورق

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت میاں امام الدین صاحب سیکھوانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:۔

قادیان میں میرے ننھیال تھے اس لئے میں یہاں لڑکپن سے ہی آتا تھا۔ اس وقت قادیان کی یہ حالت تھی کہ نہایت بے رونق بستی تھی۔ بازار خراب ہوتے تھے اور کثرت سے قماربازی ہوتی تھی۔ گویا یہ ایک پیشہ سمجھا جاتا تھا۔ میاں جان محمد صاحب مرحوم امام مسجد تھے۔ وہ اکیلے ہی نمازی تھے۔ وہ حضرت صاحب کے پاس آتے جاتے رہتے تھے۔ وہ ہمارے ماموں تھے۔ میں نے کچھ تو ان سے حضرت صاحب کے متعلق سنا اور کچھ عام لوگوں سے سنا کہ حضرت مرزا صاحب اندر ہی رہتے ہیں باہر نہیں نکلتے۔ اس سبب سے مجھے محبت ہوئی اور حضرت صاحب کے مکان میں میری آمد و رفت ہوگئی۔ اس وقت آپ ایک کوٹھڑی میں رہتے تھے جو بیت الفکر کے نام سے کتابوں میں موسوم کی گئی ہے۔ جب کبھی میں جاتا تو آپ ٹہلتے ہی نظر آتے تھے یا کچھ لکھتے رہتے تھے۔ اس وقت کچھ صحن ہوتا تھا آپ وہاں ٹہلتے تھے۔ میں جب جاتا تو کبھی بیٹھ جاتا اور کبھی آپ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھتا رہتا، جو نہایت روشن ہوتا تھا گویا خاص طور پر نور الٰہی چمکتا تھا۔ آپ اس زمانہ میں براہین احمدیہ لکھتے تھے۔ پھر آپ کے اشتہارات بھی نکلتے رہتے تھے۔ مگر میں اس وقت کچھ پڑھا ہوا نہیں تھا۔ کچھ باتیں حضرت صاحب کی اپنے بڑے بھائی جمال دین سے سنا کرتا تھا کہ آج حضرت صاحب نے فلاں مذہب یعنی عیسائیت کے خلاف اشتہار دیا ہے۔ کیونکہ وہ مجھ سے عمر میں بڑا تھا اس واسطے اس کی آمد و رفت مجھ سے پہلے سے تھی۔ اور وہ مجھ سے زیادہ واقفیت رکھتا تھا۔ وہ جب جاتا تو نماز مسجد اقصیٰ میں پڑھا کرتا تھا۔ حضرت اقدس بھی گاہے بگاہے اس مسجد میں آکر نماز پڑھا کرتے تھے۔ امام میاں جان محمد صاحب مرحوم ہوا کرتے تھے۔ کبھی کبھی آپؑ بھی نماز پڑھاتے تھے۔ اس وقت کوئی نمازی نہیں ہوتا تھا۔ حضور کے مضامین اس زمانہ میں کثرت سے نکلتے تھے جس سے حضور کی بہت شہرت ہوئی۔ پھر جب کبھی میں جاتا تو مجھے آپ کی محبت کے سوا کچھ اچھا معلوم نہیں ہوتا تھا۔

پھر جب آپ نے ایک اشتہار چندہ کے لئے دیا تو میں نے اور میرے بھائی خیرالدین نے چار آنہ ماہوار پیش کئے تو آپ نے فرمایا کہ تم غریب ہو۔ ہم نے عرض کی حضور انشاء اللہ بڑی خوشی سے ادا کریں گے۔ تو پھر آپ نے منظور فرمالیا۔ اس چندہ کی ادائیگی پر بفضل خدا ہم آج تک عمل پیرا ہیں اور جب ہم ہر سہ برادران آجایا کرتے تھے تو اپنے رشتہ داروں کے گھر کھانا کھایا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت صاحب نے ہم کو فرمایا کہ تم آج سے ہمارے مہمان ہو۔ یہاں کھانا کھایا کرو۔ سو بموجب حکم ہم نے حضرت اقدس کے گھر سے کھانا کھانا شروع کیا اور آج تک خدا کے فضل سے حضور کے گھر سے کھانا کھاتے ہیں۔ اس وقت کھانا اندر سے آیا کرتا تھا ابھی لنگر خانہ جاری نہیں ہوا تھا جو گول کمرہ ہے یہاں مہمانوں کو کھانا کھلایا جاتا تھا۔ کبھی آپ بھی مہمانوں میں بیٹھ کر کھانا کھایا کرتے تھے۔

—○○—

ایک مرتبہ حضور اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمانے لگے:۔

” آج ہی وہ شخص مجھ سے جدا ہو جائے جس کے پاؤں نازک ہیں کیونکہ ہمارے راستے میں کانٹے بہت ہیں۔ ہمارے ساتھ وہی چلے جس کے پاؤں مضبوط ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ میری جماعت کو ایسا ہونا چاہئے کہ لوگ کہیں کہ یہ احمدی جاتا ہے۔ یعنی فرق ثابت ہو۔

—○○—

مقدمہ کرم دین میں جب ضلع میں جاتے تو بڑی جماعت ساتھ ہوتی تھی۔ اور دو عدد گاڑیاں پر ہوتی تھیں۔ باقی دوست پیدل ہوتے تھے۔ یہ ایک عجیب و غریب نظارہ ہوتا تھا۔ اور ڈیرا جو سڑک ضلع سے اسٹیشن کو جاتی ہے اس کے کنارے پر ہوتا تھا اور ایک کثیر جماعت ہمیشہ ساتھ رہتی تھی۔ وہاں آپ کو جب کبھی پاخانہ کی حاجت ہوتی تھی تو میں اکثر اوقات ایک لوٹا پانی کا بھر کر آپ کے ساتھ جاتا تھا۔ اور جب آپ قضائے حاجت سے فارغ ہوتے اور طہارت کرتے تو بایاں ہاتھ زمین پر رگڑ لیتے اور پھر ہاتھ صاف کر لیتے۔ اس دن سے میں بھی ہمیشہ اس سنت پر عمل کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ یہ مجنون ہے اگر میں ان کے خیال میں مجنون ہوں تو پھر ان کو فکر کیسی پڑی ہوئی ہے۔ کیونکہ مجنون کی باتوں کی لوگ پرواہ نہیں کرتے۔

(ماخوذ از اخبار الحکم، قادیان جلد ۳۸
شمارہ ۳۵، ۳۶۔ ۷/ ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔

(منیجر)

SCHOOL UNIFORMS
Main Showrooms
Kidswear Showroom
Ladieswear Showrooms
34 The Broadway, Ruislip Road,
Greenford
Children and Ladieswear
Showrooms

مکتوب پاکستان

کیئے جاؤ تم تقریر ہم خاموش بیٹھیں گے؟

(مبشر احمد محمود ایم۔ اے۔)

آج ہم اپنے قارئین کی خدمت میں پاکستان کے اخبارات میں شائع ہونے والی بعض خبریں اور ان پر مختصر تبصرہ پیش کرتے ہیں:

☆ "لیہ کے قریب قصبہ جمن شاہ کی "دری جمن شاہ" میں حضرت امام مہدی کے جلد ظہور کے لئے اجتماعی دعا مانگی جاتی ہے جس کا سلسلہ ۲۴ گھنٹے جاری رہتا ہے........"۔

تمہیں معلوم ہے انجام روداد محبت کا
مگر کچھ اور تھوڑی دیر سعی رائیگاں کر لو

اور

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آ چکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

☆ "قائداعظم لبرل تھے۔ اسلام بھی ایک لبرل مذہب ہے تاہم اب ملک پر ملائیت چھا رہی ہے۔ اگر یہ صورتحال جاری رہی تو پاکستان کا کوئی مستقبل نہیں ہے۔ ملا کا پاکستان بنانے میں کوئی دخل نہیں ہے سوائے چند پیران کرام اور شیعہ علماء کے تمام ملا اس کے خلاف تھے۔ وہ تیس تیس دن نہیں بلکہ چالیس چالیس دن تک قائداعظم کو گالیاں دیتے تھے"۔

(گورنر پنجاب)

[۔ دروغ مصلحت آمیز جب عروج پہ ہو
تو آس پاس کہیں چیختی ہے سچائی

اور اس چیختی ہوئی سچائی کی بے پناہ قوت کبھی کبھار اپنا اظہار بعض ایسی زبانوں سے بھی کروالیتی ہے جن سے ایسی امید نہیں ہوتی]۔

☆ "تحریک ختم نبوت کے عودیداروں نے قادیانیوں کے خلیفہ مرزا طاہر احمد کی طرف سے ڈش انٹینا پر پروپیگنڈے سے پوری دنیا کے مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے پر ڈش انٹینا کے چینل کو روکنے کا مطالبہ کیا ہے"۔

[ہے ناں بالکل وہی بات کہ۔

پیام شوق لئے چل پڑی ہے ہر جانب
فقیہہ شہر کوئی خوں بہا ہوا کے لئے

انہیں کون بتائے کہ عماموں کی دیواروں سے خوشبو نہیں روکی جا سکتی۔]

☆ "کاموکی کے ایک نواحی گاؤں میں پولیس کی وردیوں میں ملبوس ۱۵ سفاک قاتلوں نے دیرینہ عداوت کی بناء پر دو خاندانوں کے ۱۲ افراد کو انتہائی بے دردی سے قتل کر دیا۔ مقتولین کی کھوپڑیاں اڑا دی گئیں جس سے لاشیں ناقابل شناخت ہو گئیں۔ قاتل لاشوں پر بھنگڑا ڈالتے اور بڑکیں مارتے رہے"۔

[۔ ایک کتے نے کہا اک دوسرے کتے سے کل
بھاگ ورنہ آدمی کی موت مارا جائے گا

☆ جمعیت العلماء اسلام (سمیع الحق گروپ) کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے کہا ہے کہ بینظیر بھٹو کا ساتھ دینے والے مولویوں کی داڑھیاں منڈوا کر انہیں گدھے پر سوار کرنا چاہئے"۔

[اس معاملہ میں کسی انسان کو رائے زنی کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ یہ گدھوں اور مولویوں کا ذاتی مسئلہ ہے۔ آہ بے چارے گدھے!]

☆ پسی ہوئی مرچ میں لکڑی کا برادہ، گھی میں موبل آئل، دودھ میں سنگھاڑے کا سفوف اور بعض کیمیکلز، آٹے میں باسی روٹی کے ٹکڑے، کیپسولز میں دوائی کی جگہ کوئی رنگ دار مادہ ڈال کر بیچے جاتے ہیں۔ پاکستان میں اشیائے خور و نوش میں سے تقریباً ہر چیز میں ملاوٹ ہوتی ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں"۔

["من غش فلیس منا" کے واضح ارشاد کی موجودگی کے باوجود کبھی کسی نام نہاد عالم دین کے منہ سے اس قومی جرم کی مذمت میں ایک لفظ تک نہیں سنا گیا اور سنا بھی کیسے جائے جب ان علماء دین کے اپنے ایمانوں میں ہوس گیری اور مفاد پرستی کی ملاوٹ انتہاء پر ہو۔]

☆ قائداعظم نے ایک قادیانی کو وزیر خارجہ بنایا تھا۔ اس کی اہلیت کے بارہ میں کوئی بات نہیں کر سکتا۔ اس کے دور میں ہی بھارت کشمیر کے بارہ میں مدعی بن کر اقوام متحدہ گیا مگر مجرم بن کر واپس آیا مگر اب یہاں کوئی ایسا شخص نظر نہیں آتا جس کو کشمیر کے مسئلہ پر بات کرنے بھیجا جائے"۔

(گورنر پنجاب)

[۔ جب راستے میں وہ کہیں سایہ نہ پائے گا
یہ آخری درخت بہت یاد آئے گا]

☆ عوام کی اکثریت نے فوج کے اقتدار سنبھالنے پر خوشی کا اظہار کیا اور سکھ کا سانس لیا تھا مگر ضیاء الحق کا دس سالہ دور منافقت کا مرقع ثابت ہوا اور وہ جنہوں نے فوج سے امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں ضیاء الحق کے کردار سے بہت مایوس ہوئے۔ عوام نے کرپشن اور بدعنوانیوں کو اتنے عروج تک پہنچتے دیکھا کہ کبھی بھی پاکستان میں پہلے دیکھنے میں نہیں آئی تھیں"۔

(ائر مارشل اصغر خان)

[۔ اک بھول پن سمجھ کے مرے اعتبار کو
سکہ کسی نے پیار کا کھوٹا چلا دیا]

☆ "ہمارے ہاں انسانی جانوں کی پرواہ کئے بغیر محض پیسہ بٹورنے کے لئے مسافروں کو بسوں اور ویگنوں میں اندھا دھند ٹھونسنا بلکہ چھتوں پر بٹھانا وغیرہ ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کے وہ افسوس ناک پہلو ہیں جن کی وجہ سے ایک محتاط اندازے کے مطابق ملک میں حادثات سے سالانہ پانچ ہزار سے زائد افراد ہلاک ہو جاتے ہیں"۔

[یہ تو محض "محتاط" اندازہ ہے۔ اصل تعداد یقیناً اس سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ لیکن کبھی کسی صاحب اختیار کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ وجہ یہ ہے کہ اشرف المخلوقات انسان اس اسلامی ملک میں آج سستی ترین جنس بن چکا ہے۔

۔ نہ مدعی، نہ شہادت حساب پاک ہوا
یہ خون خاک نشیناں تھا رزق خاک ہوا]

☆ "پنجاب یونیورسٹی نے ایم اے ہسٹری (پرائیویٹ) کے پہلے سالانہ امتحانات برائے ۱۹۹۱ء جو اپریل ۱۹۹۳ء میں منعقد ہوئے کے نتیجہ کا اعلان ۱۲ ستمبر ۱۹۹۴ء کو کر دیا"۔

[یہ امتحانات پہلے ہی دو سال کی تاخیر سے ہوئے تھے اور پھر نتیجہ کا اعلان امتحان کے ۱۷ ماہ بعد (جی ہاں! نصف جن کے ساڑھے آٹھ ماہ ہوتے ہیں) کے بعد کیا گیا۔ کیا یہ بات قابل یقین ہے؟ تمام امتحانات اور سارے نظام تعلیم کا یہی حال ہے۔ دو سال کا کورس چار سال اور بعض دفعہ پانچ یا چھ سال میں مکمل ہوتا ہے لیکن کسی صاحب اختیار کو اتنی فرصت بھی نہیں کہ اس شرمناک منظر کی طرف ایک لحہ کے لئے بھی توجہ دے سکے۔ تو پھر اعلیٰ ڈگریاں بازاروں میں سرعام نہ بکیں تو کیا ہو؟]

☆ معاشرہ کی قیادت کے دعویدار کئی سیاستدان جرائم میں ملوث ہیں۔ بعض سیاستدانوں کی زیر سرپرستی جوئے کے اڈے چل رہے ہیں اور وہ منشیات کے سمگلروں کی سرپرستی بھی کر رہے ہیں۔ لاکھوں کے جلسوں میں جھوٹے الزامات لگائے جاتے ہیں۔ بیشتر سیاست دان سماج دشمن عناصر کی پشت پناہی کرتے ہیں ..... ہر جرائم پیشہ شخص کے پیچھے کوئی نہ کوئی با اثر شخصیت ہوتی ہے جو مشکل وقت میں اسے سہارا دیتی ہے"۔

(اسلامی نظریاتی کونسل)

[کسی ملک کی اس سے زیادہ بدقسمتی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اس کے راہبر و راہنما اور حکمران اس قماش کے لوگ ہوں یعنی جو خود سب سے بڑے قانون شکن ہوں انہیں ہی قانون بنانے کی ذمہ داری سونپ دی جائے اور جرائم کے مرتکب ہی جرائم کی روک تھام پر مامور ہوں۔ یہ کسی غیر کی نہیں خود حکومت کی قائم کردہ کونسل کی رپورٹ ہے۔ اور اس ظلم سے بھی بڑا ظلم یہ ہے کہ پاکستان کے کئی نام نہاد دانشور یہ فتوے دے چکے ہیں کہ موجودہ زمانہ میں پارلیمنٹ کے منتخب ممبران ہی کے ذریعہ اجتہاد کا فرض پورا کیا جائے گا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہم بینائی مانگ رہے ہیں اندھوں سے
قدرت کا یہ کھیل بھی کتنا نیارا ہے]

☆ "ملک بھر میں قرضے لے کر صنعتیں قائم کرنا اور پھر ان کو "بیمار" قرار دے کر یہ قرضے معاف کروا کر ہڑپ کر جانا ایک باقاعدہ کاروبار بن چکا ہے۔ ملک بھر میں ۵ ہزار کے قریب ایسے ادارے بیمار پڑ گئے ہیں اور متعدد قرض خوروں نے اسے ایک منافع بخش کاروبار سمجھ کر قرضے معاف کروانے میں کامیابی حاصل کر لی ہے"۔

[اس پر کیا کہا جائے؟ کیا تبصرہ کیا جائے؟ صرف یہ شعر سنئے اور شاعر کو داد دیجئے۔

یہی انداز دیانت ہے تو کل کا تاجر
برف کے باٹ لئے دھوپ میں بیٹھا ہو گا]

نغمۂ نو

عبدالمنان ناہید

یہ ساغر و مینا مرے آگے سے اُٹھا دو
میخانہ کی دیوار سے دیوار لڑا دو
دُنیا سے الگ ایک نئی دُنیا بسا دو
اِک تازہ زمیں ایک فلک تازہ بنا دو
ہر دیدۂ بینا کو درِ جاناں دِکھا دو
ہر گوش کو گلبانگِ انا الحق سے جگا دو
پھر اُٹھ کے کوئی وقتِ سحر تیر چلا دو
پھر چیر کے یہ پردۂ افلاک دکھا دو
ہر برہمنی ذہن کو دو درس مساوات
اُٹھو درِ توحید سے ہرُبت کو اُٹھا دو
ہے امن کی جا آج حصارِ شہہِ بطحا
اقوام کو اقوام کی خاطر یہ سُنا دو
بیخواب تمنائیں تہِ خاک سُلا کر
ہر ذرّۂ خاکی کو سرِ عرش بٹھا دو
ناہید اسے کر کے غمِ عشق سے رُسوا
ہر دل کو نہاں خانۂ جبریل بنا دو

ضروری اعلان

وصیت کا قاعدہ نمبر ۵۲ تبدیل ہو گیا ہے۔ تبدیل شدہ قاعدہ کے مطابق ایسے موصی / موصیات جو اپنی جائداد کا حصہ ادا کر کے سرٹیفکیٹ لے چکے ہوں ان کو بھی اپنی جائداد کی آمد سے حصہ آمد بشرح ۱/۱۶ ادا کرنا لازمی ہو گا (آمد از کرایہ مکان، دوکان، زرعی زمین وغیرہ)۔

ترمیم شدہ قاعدہ نمبر ۵۲ یہ ہے:۔

"جس جائداد کا حصہ جائداد سو فیصدی ادا کر دیا گیا ہو اس پر حصہ آمد بشرح چندہ عام کی ادائیگی لازمی رہے گی"۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز، ربوہ)

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوایئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

SELF SERVICE/
COIN OPERATED
LAUNDERETTE AND DRY
CLEANING FACILITIES
J & L LAUNDERETTE
159 PARK ROAD
KINGSTON UPON THAMES

SPECIALISTS IN
22 & 24 CARAT GOLD
JEWELLERY
khalid JEWELLERS
10 Progress Building,
491 Cheetham Hill Road,
Cheetham Hill,
MANCHESTER M8 7HY
PHONE & FAX
061 795 1170

Muslim Televison Ahmadiyya

Programme Schedule
Transmission from Russia
18th November 1994 - 30th November 1994

Tel: +44 81 870 0922
+44 870 8517 Ext 230
Fax: +44 81 870 0684
Telex: 262433 MONREF G
Our Telex Ref: B1292

Muslim TV AHMADIYYA

Friday, 18th November

07.03 - Tilawat of The Holy Quran
07.38 - Homeopathic Class 14
08.42 - Nazm
08.48 - Question & Answer Session with Hazrat Khalifatul Masih IV 28/10/94
10.02 - Eid Sermon, Hazrat Khalifatul Masih IV, Islamabad 27/04/90
11.22 - Nazm
11.44 - Question & Answer Session with Hazat Khalifatul Masih IV 28/8/86
11.45 - **Live Transmission from the UK**
15.55 - Speech, Mr Mujeeb-ur-Rahman, Jalsa Salana 1983
16.55 - **Mulaqat *(Repeat)***
17.54 - Mushaira - Mahmood Hall London, December 1993
18.55- Close Down

Saturday, 19th November

07.03 - Tilawat of The Holy Quran
07.19 - Homeopathic Class 15
07.19 - Nazm
08.40 - Question & Answer Session with Hazrat Khalifatul Masih IV, London Mosque
09.50 - Nazm
10.03 - Sports - 7th European Hockey Championship 1994, Bonn, Germany
11.45 - **Live Transmission from the UK**
15.55 - Friday Sermon 25/1/85, Hazat Khalifatul Masih IV
16.55 - **Mulaqat *(Repeat)***
17.55 - Variety of Nazms
18.55 - Close Down

Sunday, 20th November

07.03 - Tilawat of The Holy Quran
07.19 - Address by Hazrat Khalifatul Masih IV, Jalsa Salana 1989 Germany
09.44 - Documentary 'A Short Trip to Rome'
10.03 - Friday Sermon Hazrat Khalifatul Masih IV, 7/2/92
11.09 - Karachi Jamaat presents 'Dur-e-Sameen' and its correct pronounciation
11.45 - **Live Transmission from the UK**
15.55 - Question & Answer Session with Hazrat Khalifatul Masih IV, London Mosque, 8/12/87
16.55 - **Mulaqat *(Repeat)***
18.00 - Nazm
18.14 - Interview
18.55 - Close Down

Monday, 21st November

07.03 - Tilawat of The Holy Quran followed by:
Tarjumatul Quran Lesson 3
10.02 - Friday Sermon Hazrat Khalifatul Masih IV, London Mosque, 7/4/89
10.55 - Nazm
11.18 - Question & Answer Session with Hazrat Khalifatul Masih IV, London Mosque, 7/3/86
13.15 - **Live Transmission from the UK**
15.55 - Speech by Mr B.A. Rafiq
16.55 - **Mulaqat *(Repeat)***
17.55 - Miscellaneous
18.55 - Close Down

Tuesday, 22nd November

07.03 - Tilawat of The Holy Quran
07.13 - Nazm
07.21 - Dars - Seerat-un-Nabi (SAW)
07.32 - 'Baat Cheet' Khalifatul Masih IV,17/3/94
08.25 - Nazm
08.59 - Speech by Mr B.A. Rafiq,17/3/94
09.26 - Mushaira, 14/3/94 Islamabad
10.02 - Friday Sermon Hazrat Khalifatul Masih IV, London Mosque, 26/5/89
11.02 - Nazm
11.09 - Question & Answer Session with Hazrat Khalifatul Masih IV, London Mosque, 8/3/85
12.00 - History of Ahmadiyyat
12.40 - Nazm
13.15 - **Live Transmission from the UK**
15.55 - Question & Answer Session with Hazrat Khalifatul Masih IV, London Mosque, 16/10/84
16.55 - **Mulaqat *(Repeat)***
17.55 - Miscellaneous
18.55 - Close Down

Wednesday 23rd November

07.02 - Tilawat of The Holy Quran
07.19 - Homeopathic Lesson 16
08.31 - Nazm
08.46 - Speech by Maulana Dost Muhammad Sahib, 1982 Rabwah
09.26 - Sports, Tahir Kabbadi Match 1993
09.51 - Nazm
10.03 - Friday Sermon Hazrat Khalifatul Masih IV, London Mosque, 6/3/92
11.07 - Speech 'Tarbiyyat of Our Children', Imam Rashid Sahib
12.12 - Nazm
12.38 - 'Observations on Jalsa' - Interview by Saeed A. Jones
13.15 - **Live Transmission from the UK**
15.55 - Question & Answer Session with Hazrat Khalifatul Masih IV, London Mosque
16.55 - **Mulaqat *(Repeat)***
17.55 - Documentary - Nasir Bagh Germany
18.55 - Close Down

Thursday, 24th November

07.05 - Tilawat of The Holy Quran
07.15 - Question & Answer Session with Hazrat Khalifatul Masih IV, 22/2/87
08.14 - Nazm
08.21 - Homeopathic Lesson 17
09.31 - History of Ahmadiyyat, B.A. Rafiq
09.55 - Nazm
10.00 - Friday Sermon Hazrat Khalifatul Masih IV, London Mosque, 27/3/92
11.00 - Quiz Programme from Pakistan
13.15 - **Live Transmission from the UK**
15.55 - Speech - Late Professor Khalil A. Nasir (USA)
16.55 - **Mulaqat *(Repeat)***
17.55 - Greenpeace Documentary
18.55 - Close Down

Friday, 25th November

07.03 - Tilawat of The Holy Quran
07.18 - Nazm
07.32 - Speech - Hazrat Mirza Bashir Ahmad, Rabwah
08.55 - Question & Answer Session with Hazrat Khalifatul Masih IV, London Mosque, 1/3/85
09.59 - Nazm
10.03 - Homeopathic Lesson 18
11.13 - Nazm
11.34 - Life of Khalifatul Masih I, Imam Rashid Sahib
11.53 - Nazm
12.00 - Eid Sermon, 9/6/85, Khalifatul Masih IV, Islamabad
12.45 - **Live Transmission from the UK**
15.55 - Friday Sermon Hazrat Khalifatul Masih IV, London Mosque, 21/2/92
16.55 - **Mulaqat *(Repeat)***
17.55 - Nazm
18.55 - Close Down

Saturday, 26th November

07.03 - Tilawat of The Holy Quran
07.19 - Homeopathic Lesson 19
08.08 - Waqf-e-Nau Programme
08.26 - Mulaqat Khalifatul Masih IV, London Mosque, 12/4/94
09.31 - Interview - Dr Latif Qureshi
10.03 - Friday Sermon Hazrat Khalifatul Masih IV, London Mosque, 14/2/92
11.04 - Speech by Mr A.Majid Tahir
11.28 - Dars-ul-Hadeeth - Mr S. Abassi
11.38 - Qaseedah
11.45 - **Live Transmission from the UK**
15.55 - Question & Answer Session with Hazrat Khalifatul Masih IV, London Mosque, 31/8/85
16.55 - **Mulaqat *(Repeat)***
17.55 - Speech by Imam Rashid Sahib
18.55 - Close Down

Sunday, 27th November

07.03 - Tilawat of The Holy Quran
07.19 - Question & Answer Session with Hazrat Khalifatul Masih IV, London Mosque, 27/7/85
08.23 - Nazm
08.38 - Address by Khalifatul Masih IV to Lajna Canada, Jalsa Salana 1994
09.51 - Nazm
10.03 - Friday Sermon Hazrat Khalifatul Masih IV, London Mosque, 21/2/92
11.35 - Nazm
11.45 - **Live Transmission from the UK**
15.55 - Question & Answer Session with Hazrat Khalifatul Masih IV, London Mosque, 28/11/86
16.55 - **Mulaqat *(Repeat)***
17.55 - Miscellaneous
18.55 - Close Down

Monday, 28th November

07.03 - Tilawat of The Holy Quran
07.17 - Tarjamatul Quran 4
08.46 - Speech by Imam Rashid 'Tarbiyat-e-Aulad'
09.46 - Nazm
10.14 - Friday Sermon Hazrat Khalifatul Masih IV, London Mosque, 17/4/92
11.18 - Nazm
11.34 - Question & Answer Session
13.00 - Variety
13.15 - **Live Transmission from the UK**
15.55 - Question & Answer Session with Hazrat Khalifatul Masih IV, 31/8/86, Norway
16.55 - **Mulaqat *(Repeat)***
17.55 - Speech - Dr Mujeeb-ul-Haq
18.55 - Close Down

Tuesday, 29th November

07.03 - Tilawat of The Holy Quran
07.17 - Nazm
07.26 - Jalsa Speech, Hazrat Khalifatul Masih IV, 1/8/93
09.26 - Mushaira
10.04 - Friday Sermon Hazrat Khalifatul Masih IV, London Mosque, 26/2/93
11.11 - Nazm
11.48 - Speech
12.34 - Miscellaneous
13.15 - **Live Transmission from the UK**
15.55 - Nazm
16.55 - **Mulaqat *(Repeat)***
17.55 - Question & Answer Session with Hazrat Khalifatul Masih IV, 13/9/91
18.55 - Close Down

Wednesday 30th November

07.03 - Tilawat of The Holy Quran
07.13 - Introduction to Ahmadiyyat by Maulana Dost Muhammed Sahib
08.21 - Homeopathic Class 20
09.33 - Nazm
09.37 - 'Hazrat Khalifatul Masih I' by Mr Bashir Rafiq
10.19 - Nazm
10.47 - Friday Sermon Hazrat Khalifatul Masih IV, London Mosque, 16/7/93
11.48 - Documentary: 'Islamabad', by Imam Rashid Sahib
13.15 - **Live Transmission from the UK**
15.55 - Lajna Programme: 'Mixed Marriages'
16.55 - **Mulaqat *(Repeat)***
17.55 - Question & Answer Session with Hazrat Khalifatul Masih IV, 16/10/84, London Mosque
18.55 - Close Down

بقیہ شذرات

"اس بار اجتماع میں حضرت مولانا عبدالقادر آزاد نہیں تھے۔ وہ ہر بار یہاں آتے اور اپنی آواز کو عرش تک پہنچانے کی کوشش کرتے تھے۔ مسز بے نظیر کا پہلا اقتدار آیا تو حضرت مولانا نے اس کے خلاف خوب گڑگڑا کر دعا کی۔ ان دنوں نواز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب تھے۔ مولانا کی دعائیہ (یا بددعائیہ۔ ناقل) کیسٹ بڑی مقبول ہوئی اور ملک بھر میں پھیلی۔ - - - - - اب بے نظیر بھٹو اور میاں منظور احمد وٹو کے ذریعے اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو خوش رکھے۔ وہ بے تاب جذبوں کے مالک ہیں۔ اگر مخالفت یا موافقت کی حد متعین کرلیں اور اقتدار کی بجائے اقدار سے وابستگی کا پختہ عہد کرلیں تو ان کی آواز سب کچھ کے باوجود بلند ہوسکتی ہے۔" (کالم "جلسہ عام"۔ روزنامہ جنگ لندن ۲۸ اگست ۱۹۹۴ء)

اس میں جس منشور بد دعا کا ذکر ہے وہ صرف ایک صوتی کیسٹ پر مشتمل نہیں تھی۔ مولانا نے دعا میں اثر ڈالنے کے لئے اسکے ساتھ ایک فتویٰ بھی ارشاد فرمایا تھا:

"قرآن اٹھا کر کہتا ہوں"

"پیپلز پارٹی سے علیحدگی اختیار نہ کرنے والے جنت میں نہیں جائیں گے"

"بادشاہی مسجد کے خطیب مولانا عبدالقادر آزاد نے گزشتہ روز جمعہ کے خطبہ کے دوران سر پر قرآن اٹھا کر کہا کہ میں اس وقت منبر رسول پر قرآن شریف اٹھا کر کہتا ہوں کہ جو لوگ پیپلز پارٹی سے علیحدگی اختیار نہیں کریں گے وہ جنت میں نہیں جائیں گے۔"

(روزنامہ جنگ لاہور۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۰ء)

اس احمقانہ ژولیدہ بیانی پر گرفت کرتے ہوئے نامور سیاسی مبصر، روزنامہ جنگ لاہور کے ایڈیٹر جناب ارشاد احمد حقانی نے سیر حاصل محاسبہ کیا۔ حوالے کی طوالت کے لئے ہم اپنے قارئین سے معذرت خواہ ہیں لیکن چونکہ ہم نے اپنی طرف سے کچھ نہ کہنے کا عہد کر رکھا ہے اس لئے امید ہے ہمیں معاف رکھا جائے گا۔ "فتویٰ فروشی کا کاروبار" کے عنوان سے حقانی صاحب نے لکھا:

"جہاں امت محمدیہ میں ہر دور اور ہر زمانے میں علمائے حق موجود رہے ہیں وہاں ہر دور میں حکام رس، اقتدار پرست اور فتویٰ فروش نام نہاد علماء کی بھی کمی نہیں رہی۔ - - - - - یہ نام نہاد علماء ہی تھے جنہوں نے ملوکیت کے جواز کا فتویٰ دیا اور ملوک کی خواہشات اور گمراہیوں کو جائز ثابت کرنے کے لئے تعلیمات اسلام کو مسخ کیا اور فقہ میں "باب الحیل" کے اضافہ کا باعث بنے۔

ہمیں اس تمہید کی ضرورت ایک نام نہاد عالم دین کی طرف سے حال ہی میں دیئے جانے والے بعض فتووں کی وجہ سے پیش آئی ہے۔ ملک کی ایک تاریخی مسجد کے خطیب نے جو ایک سرکاری ملازم ہیں اور جن کے مفادات حکام وقت سے وابستہ ہیں، اگلے روز کہا ہے کہ جو لوگ پیپلز پارٹی سے الگ نہیں ہوں گے وہ جنت میں نہیں جائیں گے۔ پھر کہا کہ محترمہ بے نظیر بھٹو مسلمان نہیں رہیں اور ان کا نکاح ٹوٹ چکا ہے۔ انہیں دوبارہ نکاح کرنا چاہئے۔ مولوی صاحب کے ان فتووں کا رد عمل خود طبقہ علماء میں سخت ناموافق ہوا ہے اور انہوں نے ان فتووں کو ناقابل معافی جسارت قرار دیا ہے۔

(اس سے پہلے) ۱۹۷۷ء میں جب قومی اتحاد کی تحریک چل رہی تھی تو کچھ مفاد پرست عناصر پیپلز پارٹی چھوڑ رہے تھے۔ مولانا نے اس وقت فتویٰ دیا تھا کہ پیپلز پارٹی چھوڑنے والے اور بھٹو حکومت کی مخالفت کرنے والے جنت میں نہیں جاسکیں گے۔ مولانا کی اس قسم کی باتیں ان کی مجبوری ہیں کیونکہ وہ ہمیشہ صاحب اقتدار لوگوں کے کاسہ لیس رہتے ہیں۔ پنجاب علماء کونسل کے چیرمین نے کہا ہے کہ جب بے نظیر بھٹو اقتدار میں تھیں تو ان صاحب نے محترمہ کی حمایت کے عوض اس وقت کے وزیر مذہبی امور سے دو ایکڑ زمین طلب کی تھی اور کہا تھا کہ وہ اس پر دینی درسگاہ بنانا چاہتے ہیں۔ وزیر موصوف یہ زمین مجوزہ ادارہ کے نام پر دینے پر آمادہ تھے لیکن وہ یہ اراضی اپنے نام پر حاصل کرنا چاہتے تھے جس وجہ سے یہ معاملہ طے نہ پاسکا اور انہوں نے محترمہ بے نظیر کی حکومت کی مخالفت شروع کردی۔ ایک اور ممتاز عالم دین، جمیعت علمائے اسلام (فضل الرحمٰن گروپ) پنجاب کے صدر مولانا امیر حسین گیلانی نے کہا ہے کہ مولانا آزاد کا بیان شرک کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کون جنت میں جائے گا اور کون دوزخ میں۔ کسی مسلمان کے جنتی اور دوزخی ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری کرنا ذہنی پسماندگی اور پاگل پن کے سوا کچھ نہیں۔ بعض علماء نے جائز طور پر مولوی صاحب موصوف سے دریافت کیا ہے کہ آیا وہ اپنے بارے میں دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ لازماً جنت میں جائیں گے۔

ایسے فتویٰ باز علماء ہی طبقہ علماء کی عزت و تکریم میں کمی کا باعث بنتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ان کا طرز عمل اہل دین کے احترام کو مجروح کرنے کا باعث ہوتا ہے اور ان کی حرکات کی وجہ سے لوگ اہل مذہب ہی سے بیزاری کا اظہار شروع کردیتے ہیں"۔

(روزنامہ جنگ لندن۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۰ء)

اب انہی مولانا کی ایک تازہ قلابازی ملاحظہ فرمائیں:

"(مندرہ۔ پی پی اے) تاریخی بادشاہی مسجد کے خطیب اور نامور عالم دین مولانا عبدالقادر آزاد نے کہا ہے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو جب برسر اقتدار آئیں تو میں نے ان سے ملاقات کی اور کہا کہ پاکستان کے علمائے دین کو چاہئے کہ وہ اس ملک میں اسلامی نفاذ کے لئے بے نظیر بھٹو کی رہ نمائی فرمائیں تاکہ اس ملک میں اسلامی قوانین نافذ ہوسکیں۔ ایک ماہنامہ کو انٹرویو دیتے ہوئے مولانا آزاد نے کہا کہ مرحوم ذوالفقار علی بھٹو عظیم تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ہمیشہ حق کا ساتھ دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت صحیح معنوں میں اسلامی اقدار اور اقدام کی علمبردار ہے۔"

(روزنامہ جنگ لندن۔ ۱۰ اپریل ۱۹۹۴ء)

اور بے نظیر بھٹو کا ساتھ دینے والے حضرات کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہئے۔ یہاں بھی ہماری جانب سے کوئی تجویز نہیں آئے گی۔ ہم تاریخ کے طالبعلم ضرور ہیں مگر عملی سیاست سے کوسوں دور ہیں اس لئے اس مرحلہ پر بھی ہم ایک مولانا کا حوالہ لاتے ہیں کہ "رموز مملکت خویش خسرواں دانند"۔ جمیعت علمائے اسلام کی ایک شاخ کے سربراہ مولانا سمیع الحق (میڈم طاہرہ شہرت والے) نے مطالبہ کیا ہے کہ:

"بے نظیر بھٹو کا ساتھ دینے والے مولویوں کی داڑھیاں منڈوا کر انہیں گدھے پر سوار کرنا چاہئے"۔ (اداراتی نوٹ۔ روزنامہ جنگ لاہور۔ ۴ ستمبر ۱۹۹۴ء)

اب اگر اس سیرت و کردار کے انسان نے احمدیوں کے کفر و اسلام پر رائے زنی کی ہے تو اس کی وقعت پر کاہ کے برابر بھی نہیں رہ جاتی اور کمال یہ ہے کہ لاکھوں احمدیوں کو کافر بنانے والا یہ شخص خود یہ کہتا ہے:

"تمام نبیوں کی تعلیمات اس پر مبنی تھیں کہ وہ ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ کر کافروں کو مسلمان بناتے تھے مگر بدقسمتی ہے کہ آج ہم مسلمانوں کو کافر بنانے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں" (کوونٹری سیرت کانفرنس میں تقریر۔ روزنامہ جنگ لندن۔ ۲ اکتوبر ۱۹۹۳ء)

ہمارے پاس ان مرفوع الحیاء مولانا کی مرغ بادنمائی کا تو کچھ علاج نہیں لیکن ہم ششدر ضرور ہیں کہ "چھاج تو بولے سو بولے، چھلنی کیا بولے جس میں نو سو چھید"۔ بس یہی عرض کرتے ہیں کہ اے زباں دراز!

دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قباء دیکھ۔

کراچی میں دو احمدی مسلمانوں کو گولی مار کر شہید کر دیا گیا

(پریس ڈیسک) کراچی سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مورخہ ۱۰ نومبر ۹۴ء کو رات پونے نو بجے حلقہ منظور کالونی کراچی کے ایک احمدی مسلمان مکرم سلیم پال صاحب کو نامعلوم افراد نے فائرنگ کرکے شہید کردیا۔ مرحوم رات کو پونے نو بجے کے لگ بھگ اپنی دوکان بند کرکے گھر تشریف لے جارہے تھے کہ ظالموں نے راستے میں ہی فائرنگ شروع کردی جس کی وجہ سے ان کے جسم میں چھ سات گولیاں پیوست ہوگئیں۔ ان کو فوری طور پر جناح ہسپتال لے جایا گیا مگر راستے میں ہی وہ اپنے مولائے حقیقی سے جاملے۔

اس سے پیشتر مورخہ ۲۸ اکتوبر ۹۴ء کو منظور کالونی کے ہی ایک اور احمدی مکرم عبدالرحمٰن صاحب باجوہ ایڈووکیٹ کو فائرنگ کرکے شہید کردیا گیا تھا۔ مکرم عبدالرحمٰن باجوہ صاحب حلقہ منظور کالونی کے نائب صدر اور سکرٹری امور عامہ تھے اور جماعتی خدمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

مورخہ ۲۸ اکتوبر ۹۴ء بروز جمعہ شام ۵ بجے کے قریب مرحوم اپنی ہمشیرہ کے گھر سے اپنے گھر کی طرف موٹر سائیکل پر آرہے تھے کہ دو نامعلوم افراد نے انہیں مریم مسجد کے قریب روک کر فائرنگ کردی جس سے ۸ گولیاں ان کے جسم میں پیوست ہوگئیں اور وہ موقع پر ہی شہید ہوگئے۔

یاد رہے کہ مریم مسجد ختم نبوت کے ملاؤں کا اڈہ ہے جہاں سے جماعت احمدیہ کے خلاف اکثر تقاریر نشر کی جاتی ہیں۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان دو شہیدوں کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

بقیہ مختصرات

(۴) تعویز گنڈے کے بارہ میں وضاحت۔

(۵) کیا احمدی مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے؟ نیز کیا وہ امام مہدی کو واقعی نبی تسلیم کرتے ہیں؟

(۶) ایک غیر احمدی کے سوال پر تبصرہ جس نے لکھا ہے کہ حضرت بانی سلسلہ کی کتابیں پڑھنے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا تو یقین ہو گیا ہے کیونکہ قرآن مجید میں بھی اسی بات کا ذکر ہے البتہ حضرت مرزا صاحب کو نبی ماننے پر شرح صدر نہیں ہے۔

(۷) کیا امانت رکھوائی گئی چیز ضرورت پڑنے پر استعمال کی جا سکتی ہے؟

(۸) قرآن مجید میں متعدد جگہوں پر بیویوں کے ذکر کے ساتھ "وماملکت ایمانکم" کا ذکر آیا ہے۔ ان کا علیحدہ بطور خاص ذکر کرنے کی کیا وجہ ہے؟

(۹) غیر احمدیوں کے ختم اور قل وغیرہ کی تقاریب میں تقسیم کیا جانے والا کھانا کھانا درست ہے یا نہیں؟

(۱۰) جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت جاری ہے تو پھر آپ کے بعد اجرائے نبوت کی ضرورت کیوں پڑی؟

(۱۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے لے کر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کے دعویٰ نبوت کے درمیانی عرصہ میں کیا کوئی اور نبی بھی آیا ہے؟ (ع۔ م۔ ر)

TO ADVERTISE IN THE
AL FAZL INTERNATIONAL
PLEASE CONTACT
NAEEM OSMAN MEMON
081 874 8902/ 081 875 1285
OR FAX YOUR ADVERT FOR
A QUOTE ON 081 875 0249

Al Fazl International Weekly, London

16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)

ISSN: 1352 9587

TELEPHONE NO. 081-870 8517

FAX NO. 081-870 1095

Vol.1 — Friday, November 18, 1994 — No. 46

Muslim Television Ahmadiyya

Muslim TV AHMADIYYA

Programme Schedule

For Live Transmission from London

18th November 1994 - 1st December 1994

Tel:+44 81 870 0922
+44 81 870 8517 Ext. 230
Fax:+44 81 870 0684
Telex: 262433 MONREF G
Our Telex Ref: B1292

Friday, 18th November

12.45	Tilawat
1.00	Comments on News
1.20	Darood-o-Salam
1.30	FRIDAY SERMON
2.40	Poem
2.50	MULAQAT - General Q/A
3.50	Tomorrow's Programmes

Saturday, 19th November

11.45	Tilawat
12.00	Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV Held in Washington, 15-10-94
1.30	MULAQAT With Arab Ahmadies
2.30	Poem
2.40	Interviews recorded during Hazoor's recent visit to U.S.A.
3.10	Hazoor's Address at the Lajna U.K. Ijtemah 1994
3.50	Tomorrow's Programmes

Sunday, 20th November

11.45	Tilawat
12.00	Poem
12.10	Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV at the Lajna U.K. Ijtemah 1994
1.15	Poem
1:30	MULAQAT with Young Lajna
2.30	Poem
2.35	Recording of 15-10-94 "Men's Session at the Jalsa Salana U.S.A. 1994"
3.40	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Monday, 21st November

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT - Homeopathy Class
2.30	Poem
2.40	"Correct Pronunciation of Poems" Host: Mrs Amtul Bari Nasir Sahiba
3.05	"Selection From Our Archive" لائبریری سے انتخاب
3.45	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Tuesday, 22nd November

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT - Homeopathy class
2.30	Poem
2.35	Islami Akhlaq اسلامی اخلاق A talk by Laiq Ahmad Tahir Sahib
3.50	Poem
3.00	A talk by Fareed Ahmad Naveed Sahib
3.30	Sirat-tun-Nabi ﷺ سیرت النبی by Naseer Qamar Sahib
3.40	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Wednesday 23rd November

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT. Quran Translation Class
2.30	Poem
2.40	ISLAMIC ETIQUETTE, (Part 9) A talk by Imam Attaul Mujeeb Rashid Sahib
3.10	Poem
3.20	Bosnian Programme
3.50	Tomorrow's Programmes

Thursday, 24th November

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT. Quran Translation Class
2.30	Poem
2.35	Medical Matters by Dr Mujeeb-ul-Haq
3.05	Poem
3.10	PAGE FROM THE HISTORY, by B. A. Rafiq Khan Sahib
3.40	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Friday, 25th November

12.45	Tilawat
1.00	Comments on News
1.20	Darood-o-Salam
1.30	FRIDAY SERMON
2.40	Poem
2.50	MULAQAT - General Q/A
3.50	Tomorrow's Programmes

Saturday, 26th November

11.45	Tilawat
12.00	Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV
1.30	MULAQAT With Children
2.30	Poem
2.40	Documentary programme "Heartbeat the Rhythm of Health" by World Health Organisation
3.00	Hazoor's Address at the Ansarullah U.K. Ijtemah 1994
3:40	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Sunday, 27th November

11.45	Tilawat
12.00	Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV
1:30	MULAQAT with English Ahmadies
2.30	Poem
2:40	A talk by Mr Zainullah about his acceptance of Ahmadiyyat (Albanian Language)
2:50	Poem
3:00	A discussion by German Ahmadi Students about problems faced by them in schools
3:45	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Monday, 28th November

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT - Homeopathy Class
2.30	Poem
2.40	"Correct Pronunciation of Poems" Host: Mrs Amtul Bari Nasir Sahiba
3.05	"Selection From Our Archive" لائبریری سے انتخاب
3.45	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Tuesday, 29th November

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT - Homeopathy class
2.30	Poem
2.35	Islami Akhlaq اسلامی اخلاق A talk by Laiq Tahir Sahib
2:50	Poem
3.00	Sirat-tun-Nabi ﷺ سیرت النبی by Naseer Ahmad Qamar Sahib
3:10	Children's Programme Host Mrs Amtul Bari Nasir
3.40	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Wednesday 30th November

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT. Quran Translation Class
2.30	Poem
2.40	ISLAMIC ETIQUETTE, (Part 10) A talk by Imam Attaul Mujeeb Rashid Sahib
3.10	Poem
3.20	Bosnian Programme
3.50	Tomorrow's Programmes

Thursday, 1st December

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT. Quran Translation Class
2.30	Poem
2.35	PAGE FROM THE HISTORY, by B. A. Rafiq Khan Sahib
3.05	Poem
3.15	A talk by Maulana Sultan Mehmood Anwer Sahib on "Guidance for the younger generation in the light of Sirat-tun-Nabi ﷺ"
3.40	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Please Note

- Our Audio Frequencies:

English / Urdu	7.02 MHz
Arabic	7.20 MHz
Russian	7.56 MHz
French	7.92 MHz

- Programmes or their timings may change without further notice.

Week in a nutshell

Permanent or those features which will continue for sometime

EVERY MONDAY

- MULAQAT - Homeopathy Class
- Selection from our archive لائبریری سے انتخاب
- Correct Pronunciation of Poems

EVERY TUESDAY

- MULAQAT - Homeopathy Class
- Islami Akhlaq اسلامی اخلاق
- Sirat-tun-Nabi ﷺ سیرت النبی

EVERY WEDNESDAY

- MULAQAT - Holy Quran Translation Class
- "Islamic Etiquette" اسلامی آداب

EVERY THURSDAY

- MULAQAT - Holy Quran Translation Class
- Medical Matters (every alternate Thursday)
- "A page from history"

EVERY FRIDAY

- FRIDAY SERMON by Hadhrat Khalifa-tul-Messiah IV
- MULAQAT - General Question & Answers
- Comments on News

EVERY SATURDAY

- Question & Answer Session with Hadhrat Khalifa-tul-Messiah IV (English Language)
- MULAQAT - various communities or children or young lajna
- Documentary by World Health Organisation (W.H.O.)

EVERY SUNDAY

- Question & Answer Session with Hadhrat Khalifa-tul-Messiah IV (English Language)
- MULAQAT - various communities or children or young lajna

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے

شذرات

(م۔ا۔ح)

لیجئے مینڈکی کو بھی زکام ہوا کہ "حضرت مولانا السید محمد عبدالقادر آزاد" نے بھی "ختم نبوت کی اہمیت وحقیقت۔ تقاضے اور حکمتیں" کے طویل نام سے بتیس صفحے کا ایک کتابچہ لکھ مارا ہے۔ ہم اس کے مندرجات کے بارے میں تو کچھ عرض کرنا نہیں چاہیے کہ اس میں وہی کچھ ہے جو گزشتہ ایک سو سال سے کہا جارہا ہے اور جس کے جواب میں ہماری طرف سے ہزاروں اوراق شائع ہوچکے ہیں اور جن کے مطالعہ سے ہزاروں سعید روحیں ہدایت پاچکی ہیں۔ اس تحریر کی تان بھی اس بات پر آکر ٹوٹی ہے کہ احمدی کافر ہوگئے انہیں اسلام کی چار دیواری سے نکال دو۔ ان سے کچھ کام نہ رکھو وغیرہ۔

جیسا کہ ہم ذیل میں بیان کریں گے فتوے دینا تو ان حضرت کا معمول ہے۔ لیکن یہ ہیں کون؟ اس بارے میں ہمیں زیادہ کھوج کرید کی ضرورت نہیں پڑی کہ ان سے ہمیں شرف نیاز حاصل ہے۔ ہم اپنے قارئین کے علم کے لئے مختصراً یہ لکھتے ہیں کہ یہ صاحب بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب ہیں۔ اونچے درجہ کے سرکاری افسر اور مفت کار، کوٹھی، کارندوں کے حقدار ۔ مولود، ختم اور دعا کے لئے سرکار دربار میں بلائے جاتے ہیں۔ دینی مدرسوں، بیواؤں اور یتیموں کے لئے بینکوں کے سودی روپیہ سے کاٹی ہوئی زکوٰۃ کے منصرم ہیں۔ قریباً ہر سال بیرونی ممالک کا دورہ کرتے ہیں جہاں پر آباد مسلمانوں کی تفریق اور انتشار میں حسب توفیق حصہ لیتے ہیں۔ چڑھتے سورج کے پجاری، ہر نئی حکومت کے خوشہ چین اور اقتدار سے رخصت ہونے والوں کے مکفر ہیں۔ سرکار پاکستان کے مہمانوں کو بادشاہی مسجد کی سیر کراتے ہیں اور اگر کسی خاتون کی ٹانگیں ننگی ہوں (مثلاً شہزادی ڈیانا کی) تو اس پر چادر ڈالتے ہیں۔

چونکہ موصوف اچھے کھاتے پیتے اور آسودہ حال ہیں اس لئے ہم حیران تھے کہ انہیں اپنے مفوضہ فرائض سے انحراف کرکے احمدیوں کے خلاف یہ کتابچہ لکھنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ کیا انہیں کسی مالی یافت کی توقع تھی یا ماحول کا رجحان دیکھ کر یہ بھی چھنگلی کو لہو لگا کر شہیدوں میں نام لکھوانا چاہیے تھے۔ تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ اپنی بے اعتدالی کے باعث ملکی سیاست اور پارٹی بازی میں الجھ جانے پر ایک سخت مقام آگیا تھا اس سے نکلنے کی سب سے بہتر صورت یہ دکھائی دی کہ مظلوم احمدیوں کی پیٹھ پر پاؤں رکھ کر دیوار پھلانگ جائیں تا دیکھنے والوں کی توجہ دوسری طرف ہوجائے۔ کتابچہ لکھا تو اس کا کوئی ناشر بھی ہونا چاہئے تھا۔ اس کے لئے ایک "مجلس علمائے پاکستان" تشکیل دی جس کے صرف دو ارکان تھے، ایک محمد عبدالقادر آزاد اور دوسرے آزاد محمد عبدالقادر۔ نہ کسی غیر سے لینا نہ دینا۔

ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس اجمال کی تفصیل میں اپنی طرف سے کچھ بھی نہ لکھیں۔ جو بھی کہیں وہ چھپے ہوئے لفظ کی سند کے ساتھ ہو تا ذاتی مراسم اور قانونی ملاحظات کی وجہ سے ان کا کوئی گلہ ہم سے نہ ہو۔ وہ جانیں اور ان کے سوانح نویس۔ یوں بھی آج تک ہم نے جس سے بھی بھلائی کی ہے اس نے شکایت ہی کی ہے۔

لہٰذا اس قصہ نامرضیہ کو ہم ان کے سیرت نگاروں کے حوالے سے روایت کرتے ہیں۔ سب سے اول تو وہ لوگ ہیں جو مولانا کے کردار پر معترض ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ موصوف کی بات کس طرح لائق اعتبار ہوسکتی ہے کہ انہوں نے اپنے نسب اور خاندانی شناخت کو ہی خیرباد کہہ کر اپنی ذات بدل لی ہے۔ اس ضمن میں مرحوم شاہد زعیم فاطمی نے انکشاف کیا ہے:

"دیکھتی آنکھوں شاہی مسجد لاہور کا موجودہ خطیب عبدالقادر آزاد جو بھرائیں قوم سے تعلق رکھتا تھا سید بن گیا اور ریڈیو، اخبارات، ٹیلی ویژن اور دیگر ذرائع ابلاغ کی رو سے مستند سید ٹھہرا"۔ ("پردہ اٹھتا ہے" ناشر شیعہ ورلڈ فیڈریشن لندن ۱۹۹۱ء صفحہ ۱۷۶)

اسی کتاب کے صفحہ ۳۶۵ پر مزید تفصیل ہے:

"شاہی مسجد کے خطیب مولوی عبدالقادر آزاد کو بچپن سے جاننے والے جانتے ہیں کہ وہ "بھرائیں" گوت سے تعلق رکھتے ہیں جو گانے بجانے کا دھندہ کرتے ہیں لیکن اب یہ صاحب دھڑلے سے خود کو سید کہلواتے ہیں"

دوسرا طبقہ وہ ہے جو مولانا آزاد کی سیاسی قلابازیوں سے نالاں ہیں اور بغیر پیندے کے لوٹے کی طرح ان کی لڑھکنیوں پر معترض ہیں۔ ایسے نکتہ چیں یہ نہیں سمجھتے کہ سرکاری ملازم ہونے کے ناطے یہ مد و جذر مولانا کی مجبوری ہے۔ جس کا کھائیں گے اسی کا گائیں گے اور یوم سیاست کی جو ساعت ہوگی اس کی مناسبت سے راگ راگنی منتخب کریں گے۔

مارشل لاء کے زمانے میں تو بڑے بڑوں کی کلغی گر جاتی ہے اور وہ چونچ کو پروں میں چھپالیتے ہیں مگر جمہوری عمل کی بحالی کے بعد پیپلز پارٹی کی حکومت ہو تو مولانا کا فرض ہے کہ اسے ظل الٰہی کہیں اور نواز شریف برسراقتدار آئیں تو یہی اسلام کے سپاہی پیپلز پارٹی کے جیالے کافر اور جہنمی قرار پائیں۔ ۱۹۹۰ء سے لے کر اب تک ان کے گرگٹ کی طرح بدلتے ہوئے رنگ اور دوشیزہ کی کہہ مکرنیوں جیسی تردیدوں کو زمانی ترتیب سے پیش کرنے کی بجائے ہم ایک بالکل تازہ تبصرے کے کچھ جملے درج کرتے ہیں کہ ان میں ماضی کی واردات کے حوالے بالصراحت ہیں۔ آخر میں کچھ اشارے ہم اسبارے میں کردیں گے کہ کوئی ابہام نہ رہ جائے۔

اسی گزشتہ مہینہ اگست ۱۹۹۴ء میں ہفت روزہ زندگی کے مدیر مجیب الرحمان شامی نے آنجہانی ضیاء الحق کی برسی کے موقع پر ہونے والے جلسہ کی روداد میں لکھا ہے:

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad